ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی

نومبر 2024ء جلد نمبر 25 شمارہ نمبر 11

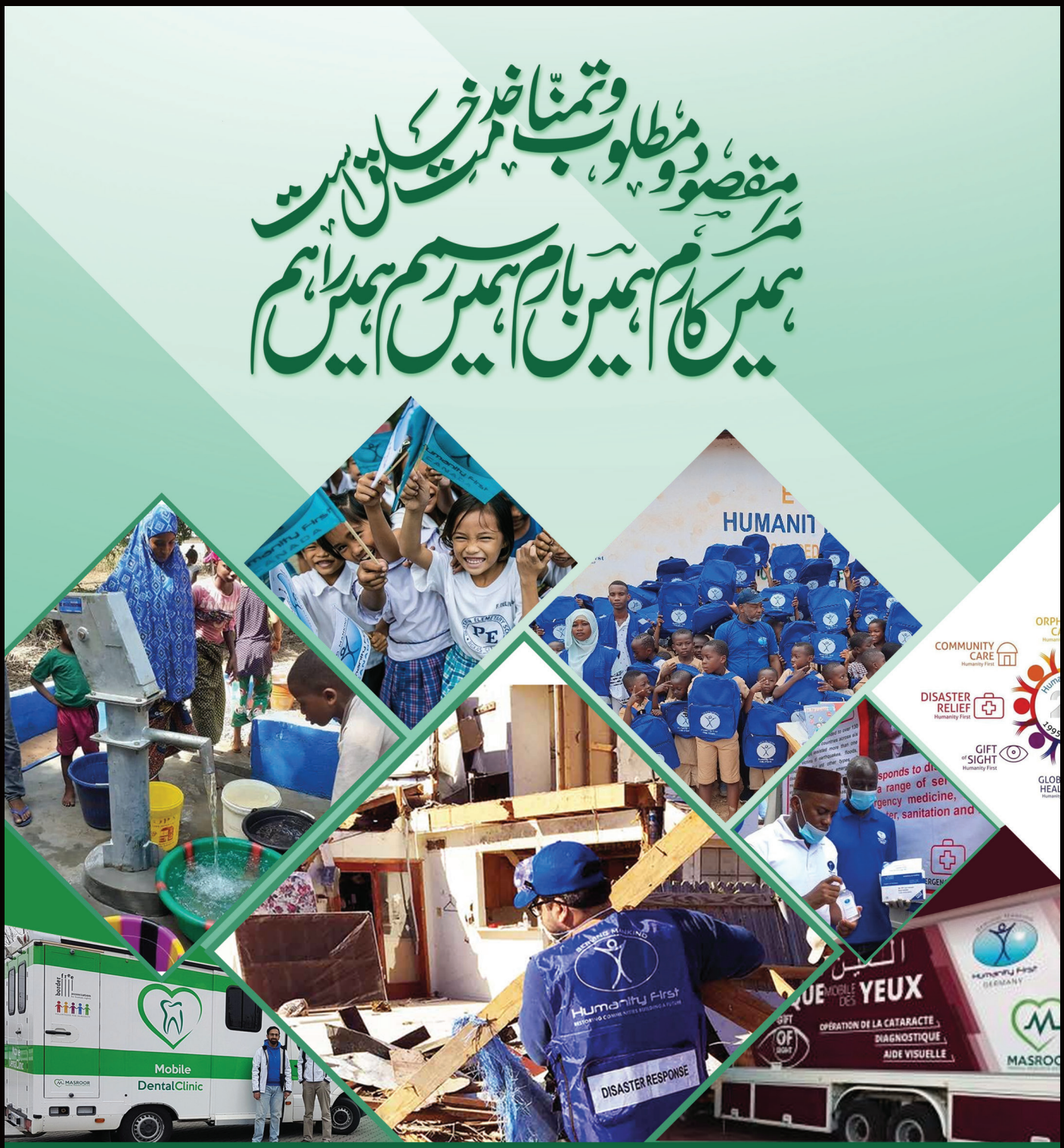

میرا مقصود اور میری خواہش خدمت خلق ہے یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے یہی میرا طریق ہے۔

تحریک جدید کے سالِ نَو کا اعلان

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 نومبر 2024ء میں تحریک جدید کے 91ویں مالی سال کا اعلان کرنے کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہشات کے مطابق قربانیوں میں بڑھنے والے ہوں، مالی قربانیوں میں بھی اور اپنی روحانی حالتوں کو بہتر کرتے چلے جانے والے بھی ہوں، اپنے تعلق کو اللہ تعالیٰ سے بڑھانے والے بھی ہوں اور صرف مالی قربانیوں میں نہیں بلکہ ہر حالت میں ہم اپنا وہ عملی نمونہ پیش کریں جو ایک حقیقی مسلمان کا نمونہ ہے۔ اور جب یہ ہوگا تو ہم جماعت کی ترقیات کو بھی دیکھیں گے اور پہلے سے بڑھ کر ہم کامیابیاں دیکھتے چلے جائیں گے، ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو دیکھتے چلے جائیں گے اور دشمن کو ناکام و نامراد ہوتا دیکھتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن بھی جلد لائے کہ ہم یہ دن دیکھیں۔

ان سب لوگوں نے جنہوں نے مالی قربانیاں کی ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے، ان کے اموال و نفوس میں برکت ڈالے اور آئندہ ہمیشہ وہ بہتر سے بہتر رنگ میں اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں، اپنی اولادوں سے، اپنی نسلوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک پانے والے ہوں۔ اور خود بھی اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں، آمین۔ (ماخوذ الفضل انٹرنیشنل لندن 11 نومبر 2024ء آن لائن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی جماعت احمدیہ جرمنی تحریک جدید کے مالی جہاد میں دنیا بھر کی جماعتوں میں سے اوّل نمبر پر رہی، الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت جرمنی کے لیے یہ اعزاز مبارک فرمائے اور تمام کارکنان شعبہ کی خدمات قبول فرماتے ہوئے اجرِ عظیم سے نوازے، آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو

ایک بندہ اللہ کے حضور پیش ہوا تو اسے یکے بعد دیگرے ان سوالات کا سامنا کرنا پڑا کہ مَیں بیمار تھا، تُو نے میرا حال تک نہ پوچھا، مَیں بھوکا تھا تُو نے کھانا نہ کھلایا، میرے پاس کپڑے نہ تھے تو نے مجھے کپڑے بھی نہ پہنائے۔ بندہ حیران ہو کر کہنے لگا یا اللہ! یہ سب کیسے ممکن ہے کیونکہ تُو تو سب کا رَبّ ہے! اسے جواب ملا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا، تُو اگر اس کا حال پوچھتا تو گویا میری عیادت کرنے والا ہوتا، علیٰ ہٰذا القیاس۔ حدیث رسول ﷺ کہ مخلوق ساری کی ساری اللہ کا کنبہ ہے، دراصل اسی کی تشریح ہے نیز خدا تعالیٰ کے اپنے بندوں کے ساتھ اٹوٹ تعلق کو ظاہر کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون یوں بیان فرمایا ہے:

''عربی میں آدمی کو انسان کہتے ہیں یعنی جس میں دو اُنس ہیں ایک اُنس خدا کی اور ایک اُنس بنی نوع کی اور اسی طرح ہندی میں اس کا نام مانس ہے جو مانوس کا مخفف ہے اس سے ظاہر ہے کہ انسان اپنے خدا سے طبعی اُنس رکھتا ہے''۔ (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 387)

حضور علیہ السلام نے اس مضمون کی مزید وضاحت اس طرح سے فرمائی:

''اسلام نے اپنی تعلیم کے دو حصّے کئے ہیں۔ اوّل حقوق اللہ دوم حقوق العباد۔ حق اللہ یہ ہے کہ اس کو واجب الاطاعت سمجھے اور حقوق العباد یہ ہے کہ خدا کی مخلوق سے ہمدردی کریں''۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 86)

اسی تعلیم کے پیشِ نظر آپ نے اپنے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کے لئے جو شرائط مقرر فرمائیں ان میں ایک شرط یہ بھی رکھی:

''عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا''۔

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12؍جنوری 1889ء)

چنانچہ آپ کی قائم کردہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی فلسفے اور اسی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر دنیا بھر میں اپنی بساط سے بڑھ کر انسانیت کی خدمت کے لئے کوشاں ہے۔ کہیں بیماروں کے لئے مسیحا بن کر تو کہیں معلّمِ علم و عمل بن کر۔ کسی جگہ مصیبت زدوں کے لئے عافیت کا حصار بن کر تو کسی جگہ آفات و مصائب میں گھرے لوگوں کے لئے امید کا پیغام بن کر۔ غرضیکہ جہاں جس انسان کو جس قسم کی مدد کی ضرورت ہو، مسیح محمدیؑ کے غلام پہنچتے ہیں اور اپنی بے لوث خدمت کے ذریعہ ان کے مسائل حل کرتے ہیں۔

زیر نظر شمارہ میں ان خدمات کی ایک جھلک فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ کی نیّت سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ کرے کہ جماعت احمدیہ کی یہ خدمات مقبول و منظور الٰہی ہوں اور دکھی انسانیت کے دکھ دور ہوں اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری ہوں اور زیور تعلیم سے آراستہ ہو کر پسماندہ قومیں ترقی یافتہ اقوام کی صف میں آ کھڑی ہوں اور اس کارِ خیر میں حصہ لینے والے تمام احمدیوں کے جذبات کو قبول فرماتے ہوئے اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری و ساری رہے، آمین۔

ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ربیع الثانی/جمادی الاوّل 1446 ہجری قمری | نومبر 2024ء | جلد نمبر 25 | شمارہ نمبر 11 | نبوّت 1403 ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ جل جلالہ، قال النبی ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرّکات: خدمتِ خلق
06	منظوم کلام: مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
07	خطبہ جمعہ: عام خلق اللہ کی ہمدردی
13	نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم
19	ایک طبیب کی کہانی اس کی زبانی
22	منظوم کلام: عظمتِ انسان
23	بنی آدم اعضائے یک دیگر ند
26	جماعت احمدیہ جرمنی کا رفاہی ادارہ ''النصرت''
32	ایک احمدی کے لئے سول اعزاز
33	مسجد فضل لنڈن میں ہونے والی ایک تقریب
36	حالات حاضرہ: ملکی و عالمی خبریں
38	خدمت انسانیت کا سب سے مشہور اعزاز ''نوبل انعام''
40	تنظیمی سرگرمیاں: ہم احمدی انصار ہیں
41	مجلس انصار اللہ جرمنی کے زیرِ اہتمام تیسرا تبلیغ سیمینار
43	آدھی صدی کا سفر
45	احمدیہ مساجد و نماز سنٹرز میں مہمانوں کی آمد
46	دلچسپ سائنسی خبریں: محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی
47	یاد رفتگان: محترم مرزا عبدالحق صاحب مرحوم
48	اعلانات وفات: بلانے والا ہے سب سے پیارا

اخبار احمدیہ جرمنی کے تازہ و گزشتہ شمارے اخبار احمدیہ جرمنی کی ویب سائٹ
www.akhbareahmadiyya.de
پر بھی پڑھے جاسکتے ہیں

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

اویس احمد نوید، مدبّر احمد خان

معاونین

سلطان احمد قمر، سیّد سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمن مبشر، سیّد افتخار احمد

ڈیزائننگ و کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

سرِ ورق

احسان اللہ ظفر

کیلیگرافی

سعید اللہ خان

مینیجر

سیّد افتخار احمد

اعزازی اراکین

محمد انیس دیالگڑھی، منور علی شاہد، صادق محمد طاہر

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main, Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

PRINTER: RANA PRINT
HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN

04

13

AL-AIN
CLINIQUE
YEUX
Humanity First
Serving Mankind
Water For Life
HUMANITY FIRST
PAKISTAN
DISASTER RESPONSE
23

07

33

An-Nusrat
Tag der Obdachlosen
beim Strassenfeger e.V.
PERSÖNLICHE
Beratungen
AUF DER JAHRESVERSAMMLUNG
DER LAJNA IMAILLAH DEUTSCHLAND
Sozialberatung
Frauenberatung
Antimuslimischer
Rassismus
Familienberatung
Pflegeberatung
RESERVIERE
26

47

46

3. NATIONALES TABLIGH SEMINAR 2024
MAJLIS ANSARULLAH DEUTSCHLAND
26.-27. Oktober 2024
Bait-ul-Wahid Moschee, Hanau
41

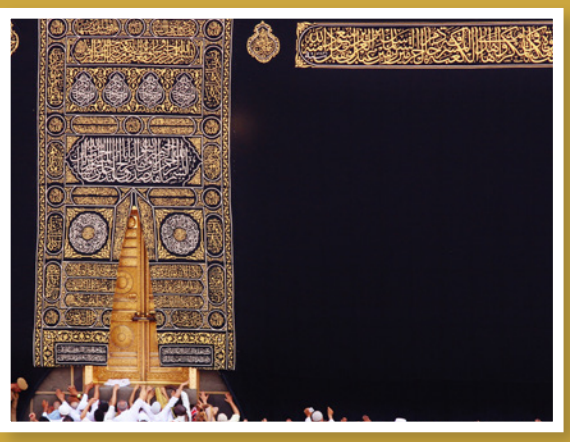

قال اللہ جل جلالہ

وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ

(الرعد:18)

اور جو انسانوں کو فائدہ پہنچاتا ہے تو وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنۡ زَيۡدِ بۡنِ ثَابِتٍ، عَنۡ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ،
لَا يَزَالُ اللّٰهُ فِي حَاجَةِ الۡعَبۡدِ مَا كَانَ الۡعَبۡدُ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ

(المعجم الکبیر للطبرانی، جزء 5 صفحہ 118)

حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ اس وقت تک انسان کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے جب تک کہ وہ اپنے بھائی کی حاجت روائی کے لیے کوشاں رہے۔

قال الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''جو نفع رساں وجود ہوتے ہیں۔ اُن کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو درازیٔ عمر کا وعدہ فرمایا ہے جو دوسرے لوگوں کے لیے مفید ہیں۔ حالانکہ شریعت کے دو پہلو ہیں۔ اوّل خدا تعالیٰ کی عبادت۔ دوسرے بنی نوع سے ہمدردی۔ لیکن یہاں یہ پہلو اس لیے اختیار کیا ہے کہ کامل عابد وہی ہوتا ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ پہلے پہلو میں اوّل مرتبہ خدا تعالیٰ کی محبت اور توحید کا ہے۔ اس میں انسان کا فرض ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچائے۔ اور اس کی صورت یہ ہے۔ اُن کو خدا کی محبّت پیدا کرنے اور اس کی توحید پر قائم ہونے کی ہدایت کرے''۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 93-92 ایڈیشن 2016ء)

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو مَیں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لیے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو دَرکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور اُن سے ہمدردی کرو۔ لااُبالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہیے‘‘۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 82 ایڈیشن 1988ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’جس طرح سے اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم کرتا اور شفقت اور پیار کی نگاہ سے دیکھتا ہے تم بھی اس کی مخلوق کے ساتھ سچی محبت اور حقیقی شفقت کرو اور رحم اور ہمدردی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برتاؤ کرو... خدا تعالیٰ کی صفت ہے کہ بدکار اور غافل بھی اس کی ربوبیت سے فیض پاتے ہیں اور حصہ لیتے ہیں۔ پس تم بھی خدا کی مخلوق کے ساتھ مہربانی، نیکی اور سلوک کرنے میں مسلم، غیر مسلم کی قید اُٹھا دو اور تمام بنی نوع انسان سے جہاں تک ممکن ہو احسان کرو۔ خدا رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ہے۔ یہ بھی رَحِيْمٌ لِلْعَالَمِيْنَ ہو جاوے۔ پس یہ تقویٰ ہے‘‘۔

(خطبات نور صفحہ 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

’’آپس میں ہمدردی کرو اور دوسروں سے بھی ہمدردی کرو۔ اگر گاڑی میں کوئی بوڑھا آ جائے تو اس کے لئے قربانی کا نمونہ دکھاؤ۔ خود کھڑے ہو جاؤ اور اسے بیٹھنے دو۔ اگر اسے پانی کی ضرورت ہو تو لا دو۔ بیمار ہو تو اسے دَبا دو۔ ممکن ہو تو دوائی بھی لا دو۔ غرضیکہ ایسا نمونہ دکھاتے جاؤ اور دکھاتے آؤ کہ سب دیکھنے والے کہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہاتھوں میں اگر طاقت آ جائے تو دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا میں اَمن قربانی سے قائم ہوتا ہے۔ زور اور طاقت سے نہیں۔ پس جتنی زیادہ قربانی تم کرو گے۔ اتنی ہی جلدی خدا تعالیٰ تمہارے ہاتھوں میں دنیا کی باگ دے گا اور اتنی ہی جلدی تم دنیا میں امن قائم کر سکو گے‘‘۔

(خطبات محمود جلد 22 صفحہ 390 سال 1941ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’خدا تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے بنی نوع انسان کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے اس وقت دنیا کا بہت بڑا حصہ پیار چاہتا ہے۔ دنیا کا بہت بڑا حصہ اپنی عزت نفس کا متلاشی ہے کیونکہ دنیا اس کو وہ عزّت واحترام نہیں دے رہی جو اس کا حق تھا۔ دنیا کا بہت بڑا حصہ اپنے دکھوں کا مداوا چاہتا ہے اور دنیا کا بہت بڑا حصہ اس جستجو میں ہے کہ اس کی زندگی کس طرح سکون اور آرام سے گزرے اب دنیا کو یہ پیار و محبّت یہ عزت واحترام، یہ دکھ درد کا مداوا اور یہ سکون اور آرام کی زندگی صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہی میں بہم پہنچائی جا سکتی ہے‘‘۔ (خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 823-822)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

’’خدمت بنی نوع انسان کا دکھ دور کرنے کی خاطر ہونی چاہیے۔ اگرچہ یہ ضرور ہے اور لازماً ایسا ہوتا ہے کہ خدمت کے نتیجے میں لوگ اس مذہب کی طرف بھی مائل ہوتے ہیں جس کے غلام بنی نوع انسان کی خدمت کرتے ہیں۔ یہ ایک طبعی سلسلہ ہے جسے کوئی روک نہیں سکتا لیکن خدمت کا تعلق ایک اور خدمت سے بھی ہے اور اعلیٰ درجہ کے عرفان کے ساتھ اگر خدمت کو دین کی نشر و اشاعت سے وابستہ سمجھا جائے تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ کوئی منافقت نہیں ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم تو خدمت کرتے ہیں اللہ کی خاطر اور اللہ کی خاطر اللہ کے بندوں سے پیار رکھتے ہیں، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں‘‘۔ (خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 254، افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ قادیان 1991ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

’’جماعت میں خدمت خلق اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے جتنا زور دیا جاتا ہے اور ہر امیر غریب اپنی بساط کے مطابق اس کوشش میں ہوتا ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر خدمت خلق کے کام کو سرانجام دے۔ کیوں ہر احمدی کا دل خدمت خلق کے کاموں میں اتنا کھلا ہے اس لئے کہ اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو ہم بھول چکے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی محبّت چاہتے ہو تو پھر اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو۔ یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے گا۔ اس خوبصورت تعلیم کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شرائط بیعت کی ایک بنیادی شرط قرار دیا ہے کہ میرے ساتھ منسلک ہونے کے بعد اپنی تمام تر طاقتوں اور نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی نہ صرف ہمدردی کرو بلکہ ان کو فائدہ بھی پہنچاؤ‘‘۔ (خطبات مسرور جلد 1 سال 2003ء صفحہ 398)

مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمت خلق است

بدل دردے کہ دارم از برائے طالبان حق　　نمے گردد بیاں آں درد از تقریر کوتاہم

وہ درد جو میں طالبان حق کے لئے اپنے دل میں رکھتا ہوں میں اُس درد کو الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

دل و جانم چناں مستغرق اندر فکر او شان ست　　کہ نے از دل خبر دارم نہ از جانِ خود آگاہم

میری جان و دل اُن لوگوں کی فکر میں اس قدر مستغرق ہے کہ مجھے نہ اپنے دل کی خبر ہے نہ اپنی جان کا ہوش ہے۔

بدیں شادم کہ غم از بہر مخلوقِ خدا دارم　　ازیں درلذّتم کز دردے خیزد ز دل آہم

میں تو اس بات پر خوش ہوں کہ مخلوق کا غم رکھتا ہوں اور اس کے باعث میرے دل سے جو آہ نکلتی ہے اس میں مگن ہوں۔

مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمت خلق است　　ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

میرا مقصود اور میری خواہش خدمت خلق ہے یہی میرا کام ہے یہی میری ذمہ داری ہے یہی میرا طریق ہے۔

نہ من از خود نہم در کوچۂ پند و نصیحت پا　　کہ ہمدردی برد آنجا بہ جبر و زور و اکراہم

میں نے اپنی خواہش سے پند و نصیحت کے کوچہ میں قدم نہیں رکھا بلکہ مخلوق کی ہمدردی زبردستی مجھے کھینچے لئے جا رہی ہے۔

غم خلق خدا صرف از زباں خوردن چہ کارست ایں　　گرش صد جاں بہ پا ریزم ہنوزش عذر میخواہم

صرف زبان سے خلق خدا کے غم کھانے کا کیا فائدہ اگر اس کے لئے سو جانیں بھی فدا کروں تب بھی معذرت کرتا ہوں۔

چو شام پر غبار و تیرہ حال عالمے بینم　　خدا بروے فرود آرد دعا ہائے سحرگاہم

جب دنیا کی تاریکی کو دیکھتا ہوں تو (چاہتا ہوں کہ) خدا اس پر میری پچھلی رات کی دعاؤں (کی قبولیت) نازل کرے۔

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 74-73)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زبان مبارک سے

عام خلق اللہ کی ہمدردی

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ 12؍ستمبر 2003ء کا متن

تشہد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام کی تعلیم ایک ایسی خوبصورت تعلیم ہے جس نے انسانی زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں چھوڑا جس سے یہ احساس ہو کہ اس تعلیم میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کے ان احسانوں کا تقاضا ہے کہ اس کے پیارے رسول ﷺ پر اُتری ہوئی اس تعلیم کو اپنا کر اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں، اپنے اوپر لاگو کریں۔ اور ہم پر تو اور بھی زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے جو آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق اور غلام اور اس زمانے کے امام کی جماعت میں شامل ہوئے ہیں اور شامل ہونے کا دعویٰ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کرنے اور حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے وہاں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بھی توجہ دلاتے ہوئے ہمیں مختلف رشتوں اور تعلقوں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی حکم فرمایا ہے اور اسی اہمیت کی وجہ سے ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت کی نَویں شرط میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ جو شرائط بیعت کا سلسلہ ہے اسی سلسلے کی آج نَویں شرط کے بارہ میں کچھ کہوں گا۔

نَویں شرط یہ ہے ’یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا‘۔

اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَ لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا (النساء:37)۔

اس کا ترجمہ یہ ہے: اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ احسان کرو اور قریبی رشتہ داروں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور مسکین لوگوں سے بھی اور رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور غیر رشتہ دار ہمسایوں سے بھی اور اپنے ہم جلیسوں سے بھی اور مسافروں سے بھی اور ان سے بھی جن کے تمہارے داہنے ہاتھ مالک ہوئے۔ یقیناً اللہ اس کو پسند نہیں کرتا جو متکبر (اور) شیخی بگھارنے والا ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ صرف اپنے بھائیوں، عزیزوں، رشتہ داروں، اپنے جاننے والوں، ہمسایوں سے حسن سلوک کرو، ان سے ہمدردی کرو اور اگر ان کو تمہاری مدد کی ضرورت ہے تو اُن کی مدد کرو، ان کو

جس حد تک فائدہ پہنچا سکتے ہو فائدہ پہنچاؤ بلکہ ایسے لوگ، ایسے ہمسائے جن کو تم نہیں بھی جانتے، تمہاری ان سے کوئی رشتہ داری یا تعلق داری بھی نہیں ہے جن کو تم عارضی طور پر ملے ہو ان کو بھی اگر تمہاری ہمدردی اور تمہاری مدد کی ضرورت ہے، اگر ان کو تمہارے سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا ہے تو ان کو ضرور فائدہ پہنچاؤ۔ اس سے اسلام کا ایک حسین معاشرہ قائم ہوگا۔ ہمدردیٔ خلق اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو فائدہ پہنچانے کا وصف اور خوبی اپنے اندر پیدا کر لو گے اور اس خیال سے کر لو گے کہ یہ نیکی سے بڑھ کر احسان کے زُمرے میں آتی ہے اور احسان تو اس نیّت سے اس کی چاہت کے ہوتے ہوئے، مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھلاتے ہیں۔

اس کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ باوجود اس کے کہ ان کو اپنی ضروریات ہوتی ہیں وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کے لئے ضرورتمندوں کی ضرورتوں کا خیال رکھتے ہیں، آپ بھوکے رہتے ہیں اور ان کو کھلاتے ہیں۔ تھڑ دلی کا مظاہرہ نہیں کرتے کہ جو دے رہے ہیں وہ اس کو جس کو دیا جا رہا ہے اس کی ضرورت بھی پوری نہ کر سکے، اس کی بھوک بھی نہ مٹا سکے۔ بلکہ جس حد تک ممکن ہو مدد کرتے ہیں اور یہ سب کچھ نیکی کمانے کے لئے کرتے

انفرادی طور پر دی جا رہی ہوں تو ان ذیلی تنظیموں کو بھی یہی کہا جاتا ہے کہ اگر ایسے لوگ چیزیں دیں تو غریبوں کی عزّت کا خیال رکھیں اور اس طرح، اس شکل میں دیں کہ اگر وہ چیز دینے کے قابل ہے تو دی جائے۔ یہ نہیں کہ ایسی اُترن جو بالکل ہی ناقابل استعمال ہو وہ دی جائے۔ داغ لگے ہوں، پسینے کی بُو آ رہی ہو کپڑوں میں سے۔ تو غریب کی بھی ایک عزّت ہے اس کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اور ایسے کپڑے اگر دئے جائیں تو صاف کروا کر، دھلا کر، ٹھیک کروا کر، پھر دئے جائیں۔ اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا ہماری ذیلی تنظیمیں بھی، لجنہ وغیرہ بھی دیتی ہیں کپڑے

ہمدردیٔ خلق کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں پسندیدہ بنو اور دونوں جہانوں کی فلاح حاصل کرو

نہیں کیا جاتا کہ مجھے اس کا کوئی بدلہ ملے گا۔ احسان تو انسان خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتا ہے۔ تو پھر ایسا حسین معاشرہ قائم ہو جائے گا جس میں نہ خاوند بیوی کا جھگڑا ہوگا، نہ ساس بہو کا جھگڑا ہوگا، نہ بھائی بھائی کا جھگڑا ہوگا، نہ ہمسائے کا ہمسائے سے کوئی جھگڑا ہوگا، ہر فریق دوسرے فریق کے ساتھ احسان کا سلوک کر رہا ہوگا اور اس کے حقوق اسی جذبہ سے ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوگا۔ اور خالصتاً اللہ تعالیٰ کی محبّت، اس کا پیار حاصل کرنے کے لئے، اس پر عمل کر رہا ہوگا۔ آج کل کے معاشرہ میں تو اس کی اور بھی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اگر یہ باتیں نہیں

ہیں، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کرتے ہیں۔ کسی قسم کا احسان جتانے کے لئے نہیں کرتے۔ اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ وہ چیز دیتے ہیں جس کی ان کو ضرورت ہے یعنی اس دینے والے کو جس کی ضرورت ہے جس کو وہ خود اپنے لئے پسند کرتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ ذہن میں رکھتے ہیں کہ اللہ کی خاطر وہی دو جس کو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ یہ نہیں کہ جس طرح بعض لوگ اپنے کسی ضرورت مند بھائی کی مدد کرتے ہیں تو احسان جتا کے کر رہے ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض تو ایسی عجیب فطرت کے ہیں کہ تحفے بھی اگر دیتے ہیں تو اپنی استعمال شدہ چیزوں

تو جن لوگوں کو یہ چیزیں دینی ہوں ان پر یہ واضح کیا جانا چاہئے کہ یہ استعمال شدہ چیزیں ہیں تا کہ جو لے اپنی خوشی سے لے۔ ہر ایک کی عزّتِ نفس ہے، مَیں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا ہے اس کا بہت خیال رکھنے کی ضرورت ہے اور بہت خیال رکھنا چاہئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’... یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے۔

یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ نیکی کو بہت پسند کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی مخلوق سے ہمدردی کی جاوے

کرو گے، فرمایا: پھر متکبر کہلاؤ گے اور تکبر کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں کیا۔ تکبر ایک ایسی بیماری ہے جس سے تمام فسادوں کی ابتدا ہوتی ہے۔... شرط میں اس بارہ میں تفصیل سے پہلے ہی ذکر آ چکا ہے اس لئے یہاں تکبر کے بارہ میں تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔ خلاصۃً یہ ہے کہ ہمدردیٔ خلق کرو تا کہ اللہ تعالیٰ کی نظروں میں پسندیدہ بنو اور دونوں جہانوں کی فلاح حاصل کرو۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا (سورۃ الدھر: 9)۔ اور وہ کھانے کو،

میں سے دیتے ہیں یا پہنے ہوئے کپڑوں کے دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں کو اپنے بھائیوں، بہنوں کی عزت کا خیال رکھنا چاہئے۔ بہتر ہے کہ اگر توفیق نہیں ہے تو تحفہ نہ دیں یا یہ بتا کر دیں کہ یہ میری استعمال شدہ چیز ہے اگر پسند کرو تو دوں۔ پھر بعض لوگ لکھتے ہیں کہ ہم غریب بچیوں کی شادیوں کے لئے اچھے کپڑے دینا چاہتے ہیں جو ہم نے ایک آدھ دن پہنے ہوئے ہیں۔ اور پھر چھوٹے ہو گئے یا کسی وجہ سے استعمال نہیں کر سکے۔ تو اس کے بارہ میں واضح ہو کہ چاہے ایسی چیزیں ذیلی تنظیموں، لجنہ وغیرہ کے ذریعہ یا خدام الاحمدیہ کے ذریعہ ہی دی جا رہی ہوں یا

اگر وہ بدی کو پسند کرتا تو بدی کی تاکید کرتا مگر اللہ تعالیٰ کی شان اس سے پاک ہے (سبحانہ تعالیٰ شانہ)..... پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو، ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔ وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا (الدھر: 9) وہ اسیر اور قیدی جو آتے تھے اکثر کفار ہی ہوتے تھے۔ اب دیکھ لو کہ اسلام کی ہمدردی کی انتہا کیا ہے۔ میری رائے میں کامل اخلاقی تعلیم بجز اسلام کے اور کسی کو نصیب ہی نہیں

ہوئی۔ مجھے صحت ہو جاوے تو میں اخلاقی تعلیم پر ایک مستقل رسالہ لکھوں گا کیونکہ مَیں چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرا منشا ہے وہ ظاہر ہو جاوے اور وہ میری جماعت کے لئے ایک کامل تعلیم ہو اور ابتغاء مرضات اللہ کی راہیں اس میں دکھائی جائیں۔ مجھے بہت ہی رَنج ہوتا ہے جب میں آئے دن یہ دیکھتا اور سنتا ہوں کہ کسی سے یہ سرزد ہوا اور کسی سے وہ۔ میری طبیعت ان باتوں سے خوش نہیں ہوتی۔ مَیں جماعت کو ابھی اس بچہ کی طرح پاتا ہوں جو دو قدم اٹھاتا ہے تو چار قدم گرتا ہے۔ لیکن مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جماعت کو کامل کر دے گا۔ اس لیے تم بھی کوشش 'تدبیر' مجاہدہ اور دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے کیونکہ اس کے فضل کے بغیر کچھ بنتا ہی نہیں۔ جب اس کا فضل ہوتا ہے تو وہ ساری راہیں کھول دیتا ہے''۔

(الحکم 24/جنوری 1905، ملفوظات جلد چہارم صفحہ 218-219)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی قوتِ قدسی سے اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے سے بہت سی بیماریاں جن کا آپ کو اس وقت فکر تھا جماعت میں ختم ہوگئی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت بڑا حصہ ان سے بالکل پاک تھا اور ہے لیکن جوں جوں ہم اُس وقت، اُس زمانے سے دور ہٹتے جا رہے ہیں، معاشرے کی بعض برائیوں کے ساتھ شیطان حملے کرتا رہتا ہے اس لئے جس فکر کا اظہار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے آپ کی تعلیم کے مطابق ہی کوشش، تدبیر اور دعا سے اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے ان برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو ہمیشہ کامل رکھے، اس میں۔ اس بارہ میں چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ عزّ وجل قیامت کے روز فرمائے گا اے ابن آدم! مَیں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا۔ اے میرے ربّ! مَیں تیری عیادت کیسے کرتا جبکہ تو ساری دنیا کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ کیا تجھے پتہ نہیں چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو تُو نے اس کی عیادت نہیں کی تھی۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے۔ اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا طلب کیا تو تو نے مجھے کھانا نہیں دیا۔ اس پر ابن آدم کہے گا۔ اے میرے رب! میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا جب کہ تو تو رب العالمین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا مانگا تھا تو تُو نے اسے کھانا نہیں کھلایا تھا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تم اسے کھانا کھلاتے تو تم میرے حضور اس کا اجر پاتے۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا مگر تُو نے مجھے پانی نہیں پلایا تھا۔ ابن آدم کہے گا۔ اے میرے ربّ! مَیں تجھے کیسے پانی پلاتا جب کہ تُو ہی سارے جہانوں کا ربّ ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تجھ سے میرے فلاں بندے نے پانی مانگا تھا۔ مگر تم نے اسے پانی نہ پلایا۔ اگر تم اس کو پانی پلاتے تو اس کا اَجر میرے حضور پاتے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل عیادۃ المریض)

پھر روایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام مخلوقات اللہ کی عیال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال (مخلوق) کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔ (مشکوۃ باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق)

پھر ایک روایت آتی ہے حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ نمبر 1: جب وہ اسے ملے تو اسے السلام علیکم کہے۔ نمبر 2: جب وہ چھینک مارے تو یَرْحَمُكَ اللّٰہ کہے۔ نمبر 3۔ جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔

اور بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ بڑی اچھی عادت ہوتی ہے کہ خود جاکر خیال رکھتے ہوئے ہسپتالوں میں جاتے ہیں اور مریضوں کی عیادت کرتے ہیں خواہ واقف ہوں یا ناواقف ہوں۔ ان کے لئے پھل لے جاتے ہیں، پھول لے جاتے ہیں۔ تو یہ طریقہ بڑا اچھا ہے خدمت خلق کا۔

نمبر 4: جب وہ اس کو بلائے تو اس کی بات کا جواب دے۔ نمبر 5: جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازہ پر آئے۔ اور نمبر 6: اور اس کے لئے وہ پسند کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اور اس کی غیر حاضری میں بھی وہ اس کی خیر خواہی کرے۔

(سنن دارمی، 'کتاب الاستیذان' باب فی حق المسلم علی المسلم)

پھر روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے کے لیے بڑھ چڑھ کر بھاؤ نہ بڑھاؤ، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے پیٹھ نہ موڑو یعنی بے تعلقی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ ایک دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ کے بندے (اور) آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔ مسلمان اپنے بھائی پر ظلم نہیں کرتا۔ اس کی تحقیر نہیں کرتا۔ اس کو شرمندہ یا رُسوا نہیں کرتا۔ آپؐ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے۔ یہ الفاظ آپؐ نے تین دفعہ دُہرائے، پھر فرمایا: انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے۔ ہر مسلمان کا خون، مال اور عزّت و آبرو دوسرے مسلمان پر حرام اور اس کے لئے واجب الاحترام ہے۔

(مسلم، کتاب البرّ والصلۃ باب تحریم ظلم المسلم وخذلہ)

انسان کی بدبختی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت کی نظر سے دیکھے

جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزّت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزّتی نہیں ہوتی

پھر روایت آتی ہے۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کی دنیاوی بے چینی اور تکلیف کو دور کیا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو اس سے دور کرے گا۔ اور جس شخص نے کسی تنگدست کو آرام پہنچایا اور اس کے لئے آسانی مہیا کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کے لئے آسانیاں مہیا کرے گا۔جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تعالیٰ آخرت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد پر تیار رہتا ہے جو اپنے بھائی کی مدد کے لئے تیار ہو۔ جو شخص علم کی تلاش میں نکلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنّت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھتے ہیں اور اس کے درس وتدریس میں لگے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر سکینت اور اطمینان نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان کو ڈھانپے رکھتی ہے، فرشتے ان کو گھیرے رکھتے ہیں۔ اپنے مقرّبین میں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر کرتا رہتا ہے۔ جو شخص عمل میں سست رہے اس کا نسب اور خاندان اس کو تیز نہیں بنا سکتا۔ یعنی وہ خاندانی بل بوتے پر جنّت میں نہیں جا سکے گا۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن وعلی الذکر)

پھر حدیث میں آتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: صدقہ سے مال میں کمی نہیں ہوتی۔ اور جو شخص دوسرے کے قصور معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اور عزّت دیتا ہے اور کسی کے قصور معاف کر دینے سے کوئی بے عزّتی نہیں ہوتی۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 235)

پھر روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: رحم کرنے والوں پر رحمان خدا رحم کرے گا۔تم اہل زمین پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (ابوداؤد کتاب الادب باب فی الرحمۃ)

پھر فرماتے ہیں:

''یاد رکھو حقوق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک حق اللہ دوسرے حق العباد۔ حق اللہ میں بھی امراء کو دِقّت پیش آتی ہے اور تکبر اور خود پسندی ان کو محروم کر دیتی ہے مثلاً نماز کے وقت ایک غریب کے پاس کھڑا ہونا بُرا معلوم ہوتا ہے۔ اُن کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے اور اس طرح پر وہ حق اللہ سے محروم رہ جاتے ہیں کیونکہ مساجد تو دَراصل بیت المساکین ہوتی ہیں۔ اور وہ ان میں جانا اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہیں اور اسی طرح وہ حق العباد میں خاص خاص خدمتوں میں حصّہ نہیں لے سکتے۔ غریب

رحم کرنے والوں پر رحمان خدا رحم کرے گا۔تم اہل زمین پر رحم کرو۔ آسمان والا تم پر رحم کرے گا

تو اس میں شروع میں جو بیان کیا گیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگوں کے حقوق کا خیال اور یہ کہ تم اپنے بھائیوں کی بے چینیوں اور تکلیفوں کو دور کرو اور اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسی شفقت کا سلوک تم سے کرے گا اور تمہاری بے چینیوں اور تکلیفوں کو دور کرے گا۔ آنحضرت ﷺ کا ہم پر یہ احسان ہے۔ فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں تمہیں ڈھانپ لے تو بے چین، تکلیف زدہ اور تنگدستوں کو جس حد تک تم آرام پہنچا سکتے ہو، آرام پہنچاؤ تو اللہ تعالیٰ تم سے شفقت کا سلوک کرے گا۔ اپنے بھائیوں کی پردہ پوشی کرو، ان کی غلطی کو پکڑ کر اس کا اعلان نہ کرتے پھرو۔ پتہ نہیں تم میں کتنی کمزوریاں ہیں اور عیب ہیں جن کا حساب روز آخر دینا ہوگا۔ تو اگر اس دنیا میں تم نے اپنے بھائیوں کی عیب پوشی کی ہوگی، ان کی غلطیوں کو دیکھ کر اس کا چرچا کرنے کی بجائے اس کا ہمدرد بن کر اس کو سمجھانے کی کوشش کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ تم سے بھی پردہ پوشی کا سلوک کرے گا۔ تو یہ حقوق العباد ہیں جن کو تم ادا کرو گے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ٹھہرو گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اس بات کو بھی خوب یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کے دو حکم ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نہ اس کی ذات میں نہ صفات میں نہ عبادات میں۔ اور دوسرے نوع انسان سے ہمدردی کرو اور احسان سے یہ مراد نہیں کہ اپنے بھائیوں اور رشتہ داروں ہی سے کرو بلکہ کوئی ہو۔ آدم زاد ہو اور خدا تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی بھی ہو۔ مت خیال کرو کہ وہ ہندو ہے یا عیسائی۔ مَیں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا انصاف اپنے ہاتھ میں لیا ہے، وہ نہیں چاہتا کہ تم خود کرو۔ جس قدر نرمی تم اختیار کرو گے اور جس قدر فروتنی اور تواضع کرو گے اللہ تعالیٰ اسی قدر تم سے خوش ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو تم خدا تعالیٰ کے حوالے کرو۔ قیامت نزدیک ہے تمہیں ان تکلیفوں سے جو دشمن تمہیں دیتے ہیں گھبرانا نہیں چاہئے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ ابھی تم کو ان سے بہت دکھ اٹھانا پڑے گا کیونکہ جو لوگ دائرہ تہذیب سے باہر ہو جاتے ہیں ان کی زبان ایسی چلتی ہے جیسے کوئی پل ٹوٹ جاوے تو ایک سیلاب پھوٹ نکلتا ہے۔ پس دیندار کو چاہئے کہ اپنی زبان کو سنبھال کر رکھے''۔

(الحکم 24/جنوری 1907، ملفوظات جلد 5 صفحہ 130)

اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں تمہیں ڈھانپ لے تو بے چین، تکلیف زدہ اور تنگدستوں کو جس حد تک تم آرام پہنچا سکتے ہو، آرام پہنچاؤ

آدمی تو ہر ایک قسم کی خدمت کے لئے تیار رہتا ہے۔ وہ پاؤں دبا سکتا ہے۔ پانی لا سکتا ہے۔ کپڑے دھو سکتا ہے یہاں تک کہ اُس کو اگر نجاست پھینکنے کا موقعہ ملے تو اس میں بھی اُسے دریغ نہیں ہوتا، لیکن امراء ایسے کاموں میں ننگ وعار سمجھتے ہیں اور اس طرح پر اس سے بھی محروم رہتے ہیں۔ غرض امارت بھی بہت سی نیکیوں کے حاصل کرنے سے روک دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے جو حدیث میں آیا ہے کہ مساکین پانچ سو برس اوّل جنّت میں جائیں گے''۔

(الحکم 17 جولائی 1903، ملفوظات جلد سوم صفحہ 368)

فرماتے ہیں:

''پس مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے۔ جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروّت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے''۔

فرمایا: ''یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے۔ کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے۔ مَیں آج کل کے جاہلوں کی طرح یہ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں سے ہی مخصوص کرو۔ نہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ تم خداتعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ مَیں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں''۔

فرماتے ہیں:

''غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کیے جاتے ہیں۔ ان کی خبر گیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکرگزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں۔ اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں''۔

(الحکم 10 نومبر 1905ء، ملفوظات جلد چہارم صفحہ 439)

آپ فرماتے ہیں:

''قرآن شریف نے جس قدر والدین اور اولاد اور دیگر اقارب اور مساکین کے حقوق بیان کئے ہیں۔ مَیں نہیں خیال کرتا کہ وہ حقوق کسی اَور کتاب میں لکھے گئے ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِي الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنِ وَ الْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا۔ (سورۃ النساء: 37) تم خدا کی پرستش کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو مت شریک ٹھیراؤ اور اپنے ماں باپ سے احسان کرو اور اُن سے بھی احسان کرو جو تمہارے قرابتی ہیں (اس فقرہ میں اولاد اور بھائی اور قریب اور دور کے تمام رشتہ دار آگئے) اور پھر فرمایا کہ یتیموں کے ساتھ بھی احسان کرو اور مسکینوں کے ساتھ بھی اور جو ایسے ہمسایہ ہوں جو قرابت والے بھی ہوں اور ایسے ہمسایہ ہوں جو محض اجنبی ہوں اور ایسے رفیق بھی جو کسی کام میں شریک ہوں یا کسی سفر میں شریک ہوں یا نماز میں شریک ہوں یا علمِ دین حاصل کرنے میں شریک ہوں اور وہ لوگ جو مسافر ہیں اور وہ تمام جاندار جو تمہارے قبضہ میں ہیں سب کے ساتھ احسان کرو۔ خدا ایسے شخص کو دوست نہیں رکھتا جو تکبر کرنے والا اور شیخی مارنے والا ہو جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا''۔

(چشمہ معرفت۔ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 208-209)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ اس بارہ میں فرماتے ہیں:

''منشاء یہ ہو کہ اس لئے کھانا پہنچاتے ہیں کہ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا (الدھر: 11) کہ ہم اپنے ربّ سے ایک دن سے جو عبوس اور قمطریر ہے ڈرتے ہیں۔ عَبُوْس تنگی کو کہتے ہیں قَمْطَرِيْر دراز یعنی لمبے کو۔ یعنی قیامت کا دن تنگی کا ہوگا اور لمبا ہوگا۔ بھوکوں کی مدد کرنے سے خداتعالیٰ قحط کی تنگی اور درازی سے بھی نجات دے دیتا ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (الدھر: 12) خداتعالیٰ اس دن کے شر سے بچالیتا ہے اور یہ بچانا بھی سرور اور تازگی سے ہوتا ہے۔

مَیں پھر کہتا ہوں کہ یاد رکھو آج کل کے ایام میں مسکینوں اور بھوکوں کی مدد کرنے سے قحط سالی کے ایام کی تنگیوں سے بچ جاؤ گے۔ خداتعالیٰ مجھ کو اور تم کو توفیق دے کہ جس طرح ظاہری عزتوں کے لئے کوشش کرتے ہیں ابدالاباد کی عزت اور راحت کی بھی کوشش کریں، آمین۔ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 291-290)

تو یہ جماعت احمدیہ کا ہی خاصہ ہے کہ جس حد تک توفیق ہے خدمت خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے اور جو وسائل میسر ہیں ان کے اندر رہ کر جتنی خدمت خلق اور خدمت انسانیت ہوسکتی ہے کرتے ہیں، انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی۔ تو احباب جماعت کو جس حد تک توفیق ہے بھوک مٹانے کے لئے، غریبوں کے علاج کے لئے، تعلیمی امداد کے لئے، غریبوں کی شادیوں کے لئے، جماعتی نظام کے تحت مدد میں شامل ہوکر بھی عہد بیعت کو نبھاتے بھی ہیں اور نبھانا چاہئے بھی۔ اللہ کرے ہم کبھی ان قوموں اور حکومتوں کی طرح نہ ہوں جو اپنی زائد پیداوار ضائع تو کردیتی ہیں لیکن دُکھی انسانیت کے لئے صرف اس لئے خرچ نہیں کرتیں کہ ان سے ان کے سیاسی مقاصد اور مفادات وابستہ نہیں ہوتے یا وہ مکمل طور پر ان کی ہر بات ماننے اور ان کی Dictation لینے پر تیار نہیں ہوتے۔ اور سزا کے طور پر ان قوموں کو بھوکا اور ننگا رکھا جارہا ہے اور ننگا رکھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو پہلے سے بڑھ کر خدمت انسانیت کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

یہاں ایک اَور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جماعتی سطح پر یہ خدمت انسانیت حسبِ توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمت خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمتِ انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجالا رہے ہیں۔ لیکن مَیں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر وہ احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کرسکتا ہے،

غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آسکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورت مندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال و نفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائے گا ان شاء اللہ۔ اگر آپ سب اس نیّت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہدِ بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے۔

بنی نوع انسان کی ہمدردی خصوصاً اپنے بھائیوں کی ہمدردی اور حمایت پر نصیحت کرتے ہوئے ایک موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور مَیں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جاوے تو مَیں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جاوے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو دَرکنار، مَیں تو کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی ایسے اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور ان سے ہمدردی کرو۔ لااُبالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے۔

ایک مرتبہ مَیں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور مَیں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی 70 یا 75 برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اُسے پڑھنے کو کہا مگر اُس نے اُسے جِھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ مَیں اس کو لے کر ٹھہر گیا اور اُس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر اُسے سخت شرمندہ ہونا پڑا۔ کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔

(الحکم 10 اگست 904ء، ملفوظات جلد چہارم صفحہ 82-83)

فرماتے ہیں: ''اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیّت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ... بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو''۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11-12)

پھر فرمایا: ''لوگ تمہیں دُکھ دیں گے اور ہر طرح سے تکلیف پہنچائیں گے۔ مگر ہماری جماعت کے لوگ جوش نہ دکھائیں۔ جوشِ نفس سے دل دُکھانے والے الفاظ استعمال نہ کرو اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگ پسند نہیں ہوتے۔ ہماری جماعت کو اللہ تعالیٰ ایک نمونہ بنانا چاہتا ہے''۔

آپ مزید فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ متّقی کو پیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کر کے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں۔ کسی پر ظلم نہ کرو۔ نہ تیزی کرو۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا مَیلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نِکلی ہے۔ یہ مقام بہت نازک ہے''۔ (بدر نومبر 1911ء، ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 8-9)

فرمایا: ''ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جاوے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اس کو برکت دیتا ہے جس کو دیکھتا ہے کہ اس کا سینہ صدق اور محبّت سے بھرا ہوا ہے۔ وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانکتا ہے نہ کہ ظاہری قیل وقال پر۔ جس کا دل ہر قسم کے گند اور ناپاکی سے مُعَرّا اور مُبَرّا پاتا ہے، اس میں آ اُترتا ہے اور اپنا گھر بناتا ہے''۔

(الحکم 31 مارچ 1903ء، ملفوظات جلد سوم صفحہ 181)

فرمایا: ''مَیں پھر کہتا ہوں کہ جو لوگ نافع الناس ہیں اور ایمان، صدق و وفا میں کامل ہیں، وہ یقیناً بچا لئے جائیں گے۔ پس تم اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرو''۔

(الحکم 17 دسمبر 1904ء، ملفوظات جلد چہارم صفحہ 184)

فرمایا: ''تم اُس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو... کیا ہی بدقسمت وہ شخص ہے جو اِن باتوں کو نہیں مانتا جو خدا کے منہ سے نکلیں اور مَیں نے بیان کیں۔ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12 تا 13)

فرمایا: ''دراصل خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرنا بہت ہی بڑی بات ہے اور خدا تعالیٰ اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ وہ اس سے اپنی ہمدردی ظاہر کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ اگر کسی شخص کا خادم کسی اس کے دوست کے پاس جاوے اور وہ شخص اس کی خبر بھی نہ لے تو کیا وہ آقا جس کا کہ وہ خادم ہے اس اپنے دوست سے خوش ہوگا؟ کبھی نہیں۔ حالانکہ اس کو تو کوئی تکلیف اس نے نہیں دی، مگر نہیں۔ اس نوکر کی خدمت اور اس کے ساتھ حُسنِ سلوک گویا مالک کے ساتھ حُسنِ سلوک ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھی اس طرح پر اس بات کی چِڑ ہے کہ کوئی اس کی مخلوق سے سرد مہری بَرتے کیونکہ اس کو اپنی مخلوق بہت پیاری ہے۔ پس جو شخص خدا تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے وہ گویا اپنے خدا کو راضی کرتا ہے''۔

(الحکم 24 جنوری 1905ء، ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 62-63 طبع 2018ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور آپ سے جو عہد بیعت ہم نے باندھا ہے اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

(خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 307)

نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم

جماعت احمدیہ کی بے لَوث خدمتِ انسانیت

مکرم ذیشان محمود صاحب۔ مربی سلسلہ سیرالیون

1970ء سے برّاعظم افریقہ میں احمدیت کی تاریخ کا تابناک اور سنہری دَور شروع ہوا کہ اس سال حضرت مسیح موعودؑ کے جانشین حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ بنفس نفیس ارضِ بلال میں تشریف لے گئے۔ یہ ایک عظیم واقعہ تھا کہ اس سرزمین نے پہلی دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح کے قدم چومے اور محبّت کا چشمہ اس سرزمین میں پھوٹ پڑا۔ اس دَورے میں کئی دہائیوں سے حضرت خلیفۃ المسیح کی زیارت کے منتظر مخلص افریقن بھائی دیدار سے فیضیاب ہوئے۔ عشق و محبّت کی ایک نئی داستان رقم ہوئی۔ جہاں اس للّٰہی سفر نے روحانیت کی پیاسی روحوں کو سیراب کیا وہیں خدا تعالیٰ کی جانب سے حضورؒ کے دل پر ایک نہایت عظیم الشان سکیم القا کی گئی۔ جس کے بارے میں آپؒ نے فرمایا کہ گیمبیا میں ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑی شدّت سے میرے دل میں یہ ڈالا کہ تم کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ ان ملکوں میں خرچ کرو، اس میں اللہ تعالیٰ بہت برکت ڈالے گا۔

(ماخوذ از الفضل 20/جون 1970ء)

24 مئی 1970ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے افریقہ سے واپسی پر مسجد فضل لندن میں اس تحریک کا اعلان فرمایا اور اسے ''نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم'' (Nusrat Jahan Leap Forward Programme) کا نام دیا۔ اس سکیم کے تحت ابتدائی طور پر برّاعظم مغربی افریقہ کے سات ممالک میں بچوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرنے اور علاج معالجہ کی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے تعلیمی اور طبّی ادارے قائم کرنے کا ایک وسیع منصوبہ جماعت کے سامنے رکھا۔ اس منصوبہ کی مالی ضروریات پوری کرنے کے لیے حضورؒ نے مبلغ 25 لاکھ روپے (ایک لاکھ پونڈ) کا ''نصرت جہاں ریزرو فنڈ'' قائم فرمایا اور اِس کے لیے احباب جماعت کو وعدے لکھوانے کی تحریک فرمائی جن کی تین سال کے اندر اندر ادائیگی کرنی تھی۔ چنانچہ احبابِ جماعت نے اس پر والہانہ لبّیک کہا۔ اِس رقم سے افریقہ میں سکولوں اور ہسپتالوں کا قیام مقصود تھا۔ چنانچہ حضورؒ نے مالی تحریک کے ساتھ واقفین ڈاکٹرز اور ٹیچرز کو بھی آواز دی کہ وہ کم از کم تین تین سال کے لئے وقف کریں اور افریقہ جا کر اس منصوبہ کے تحت خدمت کریں۔ اس آواز پر بھی احباب کے والہانہ لبیک کا ذکر حضورؒ نے یوں فرمایا: ''انگلستان میں جب میں نے تحریک کی تو وہاں کے بعض بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور اونچی ڈگریاں لینے والے احمدی ڈاکٹروں نے افریقہ میں

دائیں سے بائیں: مکرم مبارک احمد طاہر صاحب، مکرم عبدالوہاب آدم صاحب مرحوم مبلغ سلسلہ وسابق امیر جماعت گھانا

کام کرنے کے لئے رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کردیں۔ بہرحال ہمیں کم سے کم 30 ڈاکٹروں اور 70، 80 ٹیچرز کی ضرورت ہے''۔

(خطبات ناصر جلد 3 صفحہ 171 خطبہ جمعہ فرمودہ 26/جون 1970ء)

اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے دو دفاتر قائم فرمائے، پہلے دفتر نصرت جہاں ریزرو فنڈ کا سیکرٹری مکرم چودھری ظہور احمد صاحب کو مقرر فرمایا جن کے ذمہ اس رقم کو اکٹھا کرنا تھا جبکہ دوسرے دفتر مجلس نصرت جہاں آگے بڑھو کا سیکرٹری مکرم محمد اسماعیل منیر صاحب مبلغ سلسلہ کو مقرر فرمایا۔ اس دفتر کے ذمہ اس سکیم کے تحت وقف کرنے والے ڈاکٹرز اور ٹیچرز کو افریقہ بھجوانا اور وہاں قائم ہونے والے طبّی اور تعلیمی اداروں کے انتظامی امور کی نگرانی کرنا تھا۔ ان ہر دو دفاتر نے حضرت خلیفۃ المسیح کی براہ راست نگرانی میں اس سکیم کا ابتدائی ڈھانچہ کھڑا کرنے میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ مطلوبہ رقم جمع ہوجانے کے بعد نصرت جہاں ریزرو فنڈ کا دفتر تو ختم ہوگیا تاہم انتظامی امور کی نگرانی کے لئے مجلس نصرت جہاں آگے بڑھو کا دفتر اب تک اپنے فرائض ادا کر رہا ہے اور اس کی نگرانی کے لئے مبلغین سلسلہ مکرم مسعود احمد جہلمی صاحب، محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب، محترم چودھری محمد شریف صاحب، محترم اللہ بخش صادق صاحب اور مارچ 2003ء سے تاحال محترم مبارک احمد طاہر صاحب بطور سیکرٹری خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

حضورؒ کے دورہ کے بعد مجلس نصرت جہاں کے قیام سے چھ ماہ کے اندر ستمبر 1970ء میں غانا میں پہلا سکول اور نومبر 1970ء میں غانا میں ہی پہلا ہسپتال قائم ہوگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی وفات (جون 1982ء) تک چھ ممالک (غانا، سیرالیون، نائیجیریا، گیمبیا، لائبیریا، آئیوری کوسٹ) میں 19 ہسپتال اور 24 سکول قائم ہو چکے تھے اور ان اداروں کا سالانہ بجٹ 4 کروڑ روپے سے تجاوز کر چکا تھا۔ ہسپتالوں اور سکولوں کی کروڑوں روپوں کی عمارتیں اس کے علاوہ تھیں۔ اُس وقت تک ان ہسپتالوں میں 27 لاکھ مریضوں کا علاج کیا گیا اور سکولوں سے 28 ہزار بچوں نے تعلیم حاصل کی۔

تعلیمی اداروں میں بھی خدا تعالیٰ نے غیرمعمولی برکت کے سامان پیدا فرمائے۔ یہ ادارے ہر ملک میں روشنی کے مینار بن کر لوگوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا موجب بنے اور بن رہے ہیں۔ افریقہ کے لوگ فخر سے بیان کرتے ہیں کہ ہم نے احمدیہ سکول سے تعلیم حاصل کی ہے۔

ان سکولوں سے فارغ التحصیل طلبہ آج اپنے اپنے ملکوں میں اہم عہدوں پر فائز ہیں اور قومی خدمات بجا لا رہے ہیں۔ چنانچہ صدر جمہوریہ سیرالیون ڈاکٹر سیاکا سٹیونسن نے جماعت کی ان خدمات کا اِعتراف کرتے ہوئے 2 دسمبر 1971ء کو احمدیہ سیکنڈری سکول بو (Bo) کے معائنہ کے وقت خطاب کرتے ہوئے کہا ''مَیں سب سے پہلے جماعت احمدیہ کا اس کام کے لئے جو یہ تعلیم کے میدان میں کر رہی ہے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اب اس جماعت نے تعلیم کے ساتھ ساتھ طبی میدان میں بھی ہماری مدد کرنی شروع کر دی ہے۔ مَیں ان تمام گرانقدر خدمات کے لئے جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں''۔

(خطباتِ ناصر جلد 2 صفحہ 125-124)

اس منصوبے میں خرچ ہونے والی رقوم کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے 27/دسمبر 1975ء دوسرے روز کے خطاب میں فرمایا کہ ایک کروڑ سات لاکھ روپیہ ان عمارتوں پر خرچ ہوا جو ہم نے وہاں سکولوں اور ہسپتالوں کی تعمیر اور آپریٹس پر خرچ کیا اور ڈاکٹروں اور سکول ٹیچرز کی تنخواہوں پر جو خرچ ہوا وہ بھی اس میں شامل ہے۔ وہاں 16 ہسپتال ہیں جن میں سے اکثر ایسے ہیں جن کی پوری عمارتیں تعمیر ہو چکی ہیں اور باقی ہسپتالوں کی عمارتیں بھی آہستہ آہستہ بن رہی ہیں۔ اللہ میاں پیسے دیتا جا رہا ہے۔

اُن لوگوں کو یہ پتہ ہے جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا کہ جب پادری وہاں گیا تو وہ ان کی دولتیں لَوٹ کر واپس لے آیا لیکن جب محمد ﷺ کے ادنیٰ غلام وہاں پہنچے تو وہ باہر

احمدیہ کلینک Boajibu سیرالیون

تعلیم الاسلام سیکنڈری سکول ضلع Ekumfi اسمبلی Essarkyir گھانا

سے بھی ان کے پاس روپیہ لے کر گئے اور جو کچھ انہوں نے وہاں کمایا تھا وہ بھی انہی پر خرچ کر دیا ایک دھیلہ بھی وہاں سے باہر لے کر نہیں گئے اور یہ مبالغہ نہیں ہے۔ ایک دھیلے کی رقم بھی جماعت احمدیہ نے ان ممالک سے باہر نہیں نکالی اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہاں کے عوام بھی ہم سے پیار کرتے ہیں اور وہاں کی حکومتیں بھی ہمیں قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور یہ اللہ کا فضل ہے یہ کوئی میری اور تیری خوبی نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے وہاں بڑا فضل کیا ہے۔ نیز اس نے جماعت کے نوجوان ڈاکٹروں کو وقف کی توفیق دی۔ 1971ء کے شروع سے کل بتیس ڈاکٹر وہاں گئے ہیں۔ بلکہ 1970ء کے آخر سے ہی سمجھیں اور اس وقت 16 ڈاکٹر کام کر رہے ہیں باقی تبدیل ہو کر واپس آ گئے۔ وہاں پر 16 ہیلتھ سنٹر ہیں نیز وہاں 17 سکول ہیں جن میں 35 اساتذہ کام کر رہے ہیں۔

(خطباتِ ناصر جلد 2 صفحہ 125-124)

اپنے عہد خلافت کے آخری جلسہ سالانہ کے دوسرے روز 27 دسمبر 1981ء کے خطاب میں حضورؒ نے فرمایا کہ ''نصرت جہاں نے زیادہ ہسپتال بنائے ہیں سترہ..... اور نصرت جہاں کے 21 سکول مغربی افریقہ میں ہائر سیکنڈری سکول یعنی جو ایف ایس سی تک ہے اچھے نتائج نکالنے والے، اچھے کھلاڑی پیدا کرنے والے اور بااخلاق انسان بنا کے ان کو باہر بھیجنے والے... فرمایا کہ ایک سال کا بجٹ آمد و خرچ تین کروڑ گیارہ لاکھ چھتیس ہزار آٹھ سو چھبیس اور ریزرو میں بھی کافی وہاں پڑے ہوئے ہیں... مجھے یہ سوچنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی کہ پیسے کہاں سے آئیں گے۔ میں بڑا عاجز انسان ہوں اور خدا تعالیٰ پھر انتظام کر دیتا ہے اور کرتا چلا جاتا ہے اور مَیں تو حیران ہوں، حیرت میں گم ہوں اور اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عظمت میرے اس زمانے میں اس بات سے ثابت ہوئی کہ میرے جیسے عاجز انسان کو اس نے ہاتھ میں پکڑا اور اعلان کیا دنیا میں کہ اس ذرّہ ناچیز سے مَیں دنیا میں انقلاب بپا کر دوں گا اور کر دیا۔

(خطباتِ ناصر جلد 2 صفحہ 548)

مجلس نصرت جہاں کا قدم

خلافتِ رابعہ کے زرّیں دَور میں بھی قدم آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا چنانچہ 27 دسمبر 1982ء دوسرے روز کے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا کہ نصرت جہاں سکیم سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا ایک انتہائی عظیم کارنامہ ہے... حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے اخلاص اور دعاؤں کے نتیجہ میں جماعت کے ایثار اور جذبہ قربانی کو ایسے شیریں پھل لگے کہ جو سکیم صرف 53 لاکھ روپے کے سرمائے سے شروع کی گئی تھی اس کا بجٹ سال بہ سال بڑھتا چلا گیا اس بابرکت سکیم کا اس سال کا بجٹ 4 کروڑ 69 لاکھ ہے۔ امسال 2 لاکھ 20 ہزار افراد کو ان ہسپتالوں کے ذریعہ شفا عطا ہوئی چار ہزار چار سو 31 کامیاب آپریشن ہوئے۔ (الفضل 12 جنوری 1983ء)

مجلس نصرت جہاں کے پہلے بیس سال

جلسہ سالانہ میں خدا تعالیٰ کے ان افضال کا ذکر ایک جماعتی امانت اور تاریخ کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے مسیح دوراں سے کئے گئے وعدوں کا ایک زندہ ثبوت ہے۔ تاہم غیر اور مخالف کے دل اس وسعت کے ذکر کے متحمل نہ ہو سکے پہلے جلسوں پر قدغنیں لگیں۔ پھر القابات استعمال کرنے سے روکا گیا۔ پھر جب مخالف کا اصل رخ جماعت احمدیہ کے چشمہ رواں کے منبع یعنی خلافتِ احمدیہ کی طرف ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس امانت کی حفاظت کی خاطر اور مزید ممکنہ قدغنوں کے سبب ہجرت کر گئے۔ افسوس کہ اسی آئین کے متعلقات پر رئیس پاکستان کی جانب سے لاگو کئے گئے آرڈیننس کے ذریعہ مؤقر جریدہ اور جماعت احمدیہ کے آفیشل آرگن کو بند کر دیا گیا۔ لیکن نالائق مخالف کو کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ کا جاری چشمہ زم زم کہنے سے بھلا کہاں رُکتا ہے؟ جب اس کے چاروں طرف راستے مسدود کر دیے گئے تو پھر خدا تعالیٰ کے اس فیضان نے سارے بند توڑ دیے، ساری روکیں پاٹ ڈالیں، مخالف کے سارے مکر مٹ گئے۔ اور اس چشمے کا پانی تمام روکوں کو بہا لے گیا اور ایک زور

شاہ تاج احمدیہ ہائی سکول Monrovia لائبیریا (31.12.2006)

سے دوسری قوموں تک پہنچا اور قومیں خلافت احمدیہ کے جاری چشمے سے سیراب ہو رہی ہیں۔

ہجرتیں تو ہوتی ہی مزید ترقی کے لیے ہیں۔ ہجرت خلافت نے تو احمدیت کے مستقبل کے لیے بطور کھاد کام کیا۔ اور جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔ جب خدا تعالیٰ کا غیض جوش میں آیا اور رئیس فتنہ، مخالفین کا سرغنہ نیست و نابود ہوا تو پھر اللہ تعالیٰ نے جماعت کو نرم ماحول عطا فرمایا۔ الفضل جاری ہوا۔ اور یہ وہ وقت تھا کہ جماعت احمدیہ اپنا صد سالہ جوبلی کا جشن منا رہی تھی۔

الفضل کے صد سالہ جوبلی نمبر 1989ء میں مولانا محمد اسماعیل منیر صاحب (سابق سیکرٹری مجلس نصرت جہاں) کا ''جماعت احمدیہ کی سو سالہ طبی خدمات کی ایک جھلک'' کے موضوع پر ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔ جس میں آپ نے ''نصرت جہاں آگے بڑھو'' پروگرام کے قریباً تیس سال کی میدانِ عمل میں خدمات کا خلاصہ پیش فرمایا ہے۔ آپ اس مضمون میں نصرت جہاں ایک انقلابی منصوبہ کے عنوان کے تحت رقمطراز ہیں کہ 1970ء میں جماعت احمدیہ کے خدمتِ خلق کے کاموں میں ایک زبردست انقلاب آیا اور جماعت احمدیہ کے طبی ادارے دیکھتے ہی دیکھتے درجنوں میں شمار ہونے لگے اور صرف ایک سال میں ہمارے 28 احمدیہ ہسپتالوں سے دو لاکھ چونسٹھ ہزار آٹھ سو ستر مریضوں نے استفادہ کیا جس میں تیرہ ہزار سے زائد مریضوں نے مفت علاج کروایا اور 5399 آپریشن ایک سال میں ہوئے۔ اور تعلیمی ادارے جو انگلیوں پر گنے جاتے تھے، یکدم بڑھتے بڑھتے پانچ گنا سے بھی بڑھ گئے۔ اس وقت 40 احمدیہ سیکنڈری سکولوں سے بارہ ہزار طلبہ استفادہ کر رہے ہیں۔

پھر ہسپتالوں کے بارہ میں لکھا:

تادمِ تحریر نائیجیریا میں آٹھ، تنزانیہ میں ایک، زائر میں ایک، غانا میں پانچ، یوگنڈا میں ایک، آئیوری کوسٹ میں ایک، لائبیریا میں ایک، سیرالیون میں چار، گیمبیا میں پانچ احمدی ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ نیز فجی، ٹرینیڈاڈ اور جنوبی امریکہ کے ممالک میں بھی نئے ہسپتال کھولے جا رہے ہیں۔ گویا خدمتِ خلق کا جو کام جماعت احمدیہ نے مغربی افریقہ سے شروع کیا تھا اب مشرقی افریقہ میں بھی پھیل چکا ہے۔ (احمدیہ صد سالہ جوبلی نمبر 1989ء روزنامہ الفضل ربوہ 25۔ مارچ 1989ء صفحہ 57-55)

خلافتِ خامسہ

خلافت خامسہ کے عہدِ مبارک (2003ء تا حال) کے دوران جماعت احمدیہ کی ترقیات آسمانوں کو چھونے لگیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے مسیح و مہدی کی اس جماعت کو ایک نئے دور میں داخل فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2003ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے دن کے خطاب میں فرمایا:

''نصرت جہاں سکیم کے تحت اس وقت افریقہ کے 12 ممالک میں ہمارے 36 ہسپتال اور کلینکس کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آٹھ ممالک میں ہمارے 373 ہائر سیکنڈری سکولز اور جونیئر سکولز، پرائمری سکولز اور نرسری سکولز کام کر رہے ہیں''۔ (ہوائیں تیرے فضلوں کا منادی جلد اوّل صفحہ 23 و خلاصہ از الفضل ربوہ 7۔ اگست 2003ء صفحہ 2)

نصرت جہاں سکیم کے پچاس سال

2020ء میں مجلس نصرت جہاں کے قیام کو پچاس سال مکمل ہوئے تو اس سکیم کا دائرہ 12 ممالک تک پھیل چکا تھا۔ جہاں 37 ہسپتال اور کلینک کام کر رہے تھے۔ ان ہسپتالوں میں 46 مرکزی اور 13 مقامی ڈاکٹر خدمت میں مصروف تھے۔ اس کے علاوہ 685 ہائر سیکنڈری سکول، جونیئر سیکنڈری اور مڈل و پرائمری سکولوں میں 23 مرکزی اساتذہ کام کر رہے تھے۔

امسال 27/جولائی 2024ء کو جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز کے خطاب میں نصرت جہاں سکیم کے تذکرے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ ''مجلس نصرت جہاں کے تحت 13/ ممالک میں 40/ ہسپتال اور کلینکس قائم ہیں جن میں 36/ مرکزی 53/ لوکل اور 74/ وقتی ڈاکٹرز (وزٹنگ) کام کر رہے ہیں۔ افریقہ کے 13/ ممالک میں 620/ پرائمری اور مڈل اسکولز اور دس ممالک میں 81/ سیکنڈری اسکولز کام کر رہے ہیں''۔ (خلاصہ خطاب از الفضل انٹرنیشنل 3 اگست 2023ء)

ان طبی اداروں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

نمبر	ملک	ہسپتال	ڈاکٹرز مرکزی + مقامی + وزٹنگ	مریضان	عملہ
1	غانا	7 ہسپتال 2 کلینک	11 +21 + 1	119812	959
2	لائبیریا	6	6 + 0 + 0	46484	86
3	نائیجیریا	7	5 + 13 +0	76956	322
4	گیمبیا	3 ہسپتال 1 ڈینٹل کلینک	5 + 0 +0	55703	98
5	سیرالیون	2 ہسپتال 1 ڈینٹل کلینک	3 +1 +0	18133	39
6	سینن	2	0 +8 + 7	19311	38
7	نائیجر	2	0 + 2 +0	1288	
8	برکینا فاسو	1	2 + 0 + 60	133041	52
9	کینیا	2	3 + 0 +0	22901	32
10	تنزانیہ	1	1 + 4 + 6	41657	10
11	کانگو (کنشاسہ)	1	0 + 2 +0	40	16
12	یوگنڈا	1	0 + 1 +0	3986	27
13	آئیوری کوسٹ	1	0 + 1 +0	980	10

یاد رہے کہ مجلس نصرت جہاں کے تحت قائم شدہ 32 ہسپتال یا کلینکس بوجوہ بند ہو چکے ہیں۔ ان میں سے اکثر کی عمارتیں مشن یا سکول میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ بعض کلینکس کرائے کی عمارات میں قائم کیے گئے تھے۔ یہ ہسپتال اور کلینکس عرصہ دراز تک خدا کے فضل اور خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے طفیل شفا بانٹتے رہے۔ خاکسار کی رہائش 'روکوپر' ہسپتال کے کمپاؤنڈ میں رہی جو بوجہ خانہ جنگی اب بند ہو چکا ہے۔ اکثر اوقات علی الصبح لوگ اپنے مریض کو لیے دریا پار کر کے آتے اور دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ ایک بار چار خواتین اور ایک شخص امریکہ سے تشریف لائے اور ہسپتال کے بند ہونے کا سن کر غمزدہ ہو گئے۔ انہوں نے بتایا کہ ان کی پیدائش اس اسپتال میں ہوئی تھی۔ ان کی تین نسلوں نے اس اسپتال سے فائدہ اٹھایا تھا۔ عرصہ دس سال سے بند اس ہسپتال نے بھی چار دہائیوں تک خدمتِ خلق کا فریضہ ادا کیا۔

نصرت جہاں سکیم کے تحت قائم تعلیمی ادارہ جات کے تازہ اعداد و شمار

مجلس نصرت جہاں کے تحت 13 ممالک میں 620 پرائمری و مڈل سکولز نیز 10 ممالک میں 81 سیکنڈری سکولز میں جن میں 18 مرکزی اساتذہ مصروف عمل ہیں۔

ان سکولز میں ہزاروں بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ سکولز صرف شہروں میں نہیں بلکہ دور دراز قصبوں، دیہاتوں حتیٰ کہ جزائر پر بھی واقع ہیں۔ تعلیمی اداروں کی ملک وار تفصیل کچھ یوں ہے۔

نمبر	ملک	پرائمری سکول	سیکنڈری سکول
1	گھانا	374	10
2	لائبیریا	4	1
3	نائیجیریا	1	5
4	گیمبیا	7	5
5	سیرالیون	23 (پری پرائمری) 195	58 (جونیئر) 35 (سینئر)
6	نائیجر	3	
7	برکینافاسو	5	2
8	تنزانیہ	1	1
9	کانگو (کنشاسہ)	1	1
10	یوگنڈا	3	1
11	آئیوری کوسٹ	11	
12	زیمبیا	1	2
13	سینن	5	

ان میں سے گھانا میں سب سے زیادہ سکول ہیں جن کی تعداد 384 ہے۔ الغرض یہ منصوبہ نہایت شاندار انداز میں آگے بڑھا اور کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ الغرض براعظم افریقہ کے مغربی کرۂ ارض پر مبلغین کی مساعی اور تخم ریزی کو احمدیہ سکولز اور ہسپتالوں نے بارآور کیا۔ خلافتِ احمدیہ کی نظر شفقت اور نصرت جہاں سکیم کی برکتوں سے جماعت احمدیہ کا درختِ وجود ایک مضبوط تناور درخت بن گیا۔ اس تحریک کی کامیابی کے بارے میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

''نصرت جہاں سکیم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان کامیابی عطا کی ہے کہ ساری دنیا کے دماغ مل کر بھی اس کا تصور نہیں کر سکتے''۔

(تقریر جلسہ سالانہ فرمودہ 27؍دسمبر 1980ء بحوالہ کتاب خلفاء احمدیت کی تحریکات اور ان کے شیریں ثمرات از مولانا عبدالسمیع خان)

نصرت جہاں سکیم اور خاندانِ اقدس

اللہ تعالیٰ نے نصرت جہاں سکیم کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے دل پر القاء فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے دورہ افریقہ 1988ء میں ان سکولز اور ادارہ جات کا دورہ فرمایا اور اس کے بعد سکیم میں مزید وسعت پیدا کی اور نصرت جہانِ نَو کے نام سے ایک شعبہ بھی قائم فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے افرادِ خاندان کو بھی اس سکیم کے تحت افریقہ کے دور دراز علاقوں میں خدمت کی توفیق حاصل ہوئی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) بھی اسی سکیم کے تحت زندگی وقف کر کے بطور استاد خدمات بجا لائے۔ 1977ء میں وقف کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت غانا روانہ ہوئے۔ غانا میں 1977ء تا 1979ء پرنسپل سیکنڈری سکول سلاگا اور 1979ء تا 1983ء پرنسپل سیکنڈری سکول ایسارچر رہے۔ 1983ء تا 1985ء احمدیہ زرعی فارم ٹمالے شمالی غانا کے مینیجر رہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورہ افریقہ 2004ء اور 2008ء میں ان میں سے کئی سکولز، ہسپتالوں اور کلینکس کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے استقبال اور قدم بوسی کا شرف حاصل رہا۔

خاندانِ اقدس کے اور بھی افراد اس سکیم کے تحت اس خطہ ارض میں تدریسی و طبی خدمات بجالائے۔ جن میں مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب (یوگنڈا)، مکرم سیّد قاسم شاہ صاحب (نائیجیریا)، مکرم ڈاکٹر سیّد نصرت اللہ پاشا صاحب (گیمبیا)، مکرم میر قمر احمد سلیمان صاحب (نائیجیریا)، مکرم سیّد جلید احمد صاحب (سیرالیون اور گیمبیا) اور مکرم ڈاکٹر سیّد مشہود احمد صاحب (لائبیریا) شامل ہیں۔

مجلس نصرت جہاں کے لیے ایک اور بڑا اعزاز سیّد طالع احمد صاحب کی شہادت ہے۔ وہ بھی مجلس نصرت جہاں پر ایک ڈاکومینٹری بنانے کے سلسلہ میں غانا تشریف لے گئے تھے۔ اور پھر خدائی تقدیر کے مطابق شہادت کا رتبہ پایا۔ اس طرح اس سکیم کی خاطر سرزمینِ افریقہ پر خاندانِ اقدس کا لہو بھی شامل ہوا۔

ان ادارہ جات کا مستقبل

1974ء کے آئین اور 1984ء کے آرڈیننس کے تناظر میں پاکستان میں جماعت احمدیہ کے زیرِ انتظام جاری اس وقت کے تمام تعلیمی ادارہ جات بشمول سکول و کالجز قومیائے گئے۔ اس سے قبل نائیجیریا میں بھی احمدیہ سکولز اور دیگر کئی ادارے حکومت نے قومی تحویل میں لے لیے تھے۔ ایسے سرکاری پروگراموں کے پیش نظر ایک احمدی ڈاکٹر نے حضرت امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں لکھا کہ اس بات کا خدشہ ہے کہ مستقبل بعید میں افریقن حکومتیں ہمارے ہسپتالوں اور کلینکوں کو قومیا لیں اس لیے مزید توسیع اخراجات سوچ سمجھ کر کیے جائیں۔ (روزنامہ الفضل ربوہ احمدیہ صد سالہ جوبلی نمبر صفحہ 59)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب کو لکھ رہا ہوں کہ اس سے زیادہ خوشی کی بات ہمارے لئے اَور کیا ہوگی کہ افریقن بھائی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل ہوسکیں جب بھی وہ سکولوں اور ہسپتالوں کو چلانے کے قابل ہوگئے، ہم انہیں دعوت دیں گے ہمارے سکولوں اور ہسپتالوں کا انتظام سنبھالیں۔ ہم نے یہ سکول اور ہسپتال ان کی خیرخواہی کے جذبہ سے کھولے ہیں۔ ہمیں ان سے کسی قسم کے مالی منفعت یا سیاسی فائدہ کی طلب نہیں ہے۔ ہم تو محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے انسانیت کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر میدان میں آئے ہیں۔

فرمایا: کماسی میں ہمارا نہایت اچھا سیکنڈری سکول ہے۔ چند سال ہوئے گورنمنٹ نے اعلان کیا کہ سکولوں کے ہیڈ ماسٹر اب گھانا کے باشندوں میں سے مقرر کئے جائیں گے۔ اس وقت ہیڈ ماسٹر اور دیگر اساتذہ کی اکثریت ہم پاکستان سے بھجواتے تھے۔ اس خبر کے شائع ہونے پر مجھے معلوم ہوا کہ ہمارے اساتذہ اور دوسرے احمدی احباب کو گھبراہٹ ہو رہی ہے کہ اب کیا ہوگا۔ مَیں نے اس وقت بڑے زور کے ساتھ یہ کہا کہ ہم تو بہت خوش ہیں کہ گھانا کے لوگ اب سکولوں کے انتظامات کو سر انجام دینے کے قابل ہوگئے ہیں۔ ہمارا مقصد بھی یہی تھا کہ ان کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کر کے ہم الگ ہوجائیں گے۔

احمدیہ ہسپتال Agona Swedru گھانا

پس اب ہم اپنے مقصد کے بہت قریب آگئے ہیں اس لیے ہمیں تو خوشی اور مسرت اور اطمینان کا اظہار کرنا چاہیئے نہ کہ کسی قسم کی گھبراہٹ کا... پس ہمارا مقصد دکھی انسانیت کی خدمت ہے اور یہ خدمت قطعاً بے لَوث ہے۔ہمیں نہ تو نام و نمود کی خواہش ہے، نہ سیاسی اقتدار کی اور نہ مال کی اور جب اس جذبہ سے کوئی قوم میدان عمل میں آئے تو وہ شکست نہیں کھا سکتی۔ (الفضل 4 جنوری 1972ء)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مجلس نصرت جہاں کے ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہسپتالوں میں اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں مریض شفا پا چکے ہیں۔ گورنمنٹ کے بڑے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے چھوٹے دور دراز کے دیہاتی ہسپتالوں میں لوگ اپنا علاج کرانے آتے ہیں۔ بلکہ سرکاری افسران بھی اس طرف آتے ہیں۔کیوں؟ اس لئے کہ ہمارے ہسپتالوں میں جو واقفینِ زندگی ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں وہ ایک جذبے کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اور ان کے پیچھے خلیفہ وقت کی دعاؤں کا بھی حصہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے خلیفہ کی لاج رکھنے کے لئے ان دعاؤں کو سنتا ہے اور جہاں بھی کوئی کارکن اس جذبے سے کام کر رہا ہو کہ میں دین کی خدمت کر رہا ہوں اور میرے پیچھے خلیفہ وقت کی دعائیں ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں بے انتہا برکت ڈالتا ہے۔ پھر سکولوں میں ہزاروں لاکھوں طلباء اب تک پڑھ چکے ہیں بڑی بڑی پوسٹ پر قائم ہیں۔ ہمارے گھانا کے ڈپٹی منسٹر آف انرجی جو ہیں انہوں نے احمدیہ سکول میں شروع میں کچھ سال تعلیم حاصل کی۔ پھر ایک سکول سے دوسرے سکول میں چلے گئے وہ بھی احمدیہ سکول ہی تھا۔ اور آج ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑا رُتبہ دیا ہوا ہے۔ اسی طرح اور بہت سارے لوگ ہیں۔

افریقن ملکوں میں جائیں تو دیکھ کر پتہ لگتا ہے۔ یہ سب جو فیض ہیں اس وجہ سے ہیں کہ ڈاکٹر ہوں یا ٹیچر، ایک جذبے کے تحت کام کر رہے ہیں اور یہ سوچ ان کے پیچھے ہوتی ہے کہ ہم جو بھی کام کر رہے ہیں ایک تو ہم نے دعا کرنی ہے، خود اللہ تعالیٰ سے فضل مانگنا ہے اور پھر خلیفۃ المسیح کو لکھتے چلے جانا ہے تاکہ ان کی دعاؤں سے بھی ہم حصہ پاتے رہیں۔ اور یہ جو افریقن ممالک میں ہمارے سکول اور کالج ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ کا بھی ذریعہ بنے ہوئے ہیں۔ کل ہی سیرالیون کی رہنے والی خاتون بچوں کے ساتھ مجھے ملنے آئیں۔ وہ کہتی ہیں کہ ہمارے ہاں تو خاندان میں اسلام کا پتہ ہی کچھ نہیں تھا۔ احمدیہ سکول میں مَیں نے تعلیم حاصل کی اور وہیں سے مجھے احمدیت کا پتہ لگا اور بڑے اخلاص اور وفا کا اظہار کر رہی تھیں۔ وہ بڑی مخلص احمدی خاتون ہیں۔ اسی طرح اور بہت سے ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں لوگ ہیں جو ہمارے ان سکولوں سے تعلیم حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں شامل ہوئے اور اس کی برکات سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(خطبہ جمعہ 21 مئی 2004ء)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعے جماعت احمدیہ کا بیج بویا جس نے اسی وقت کونپلیں دیں۔ اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اس ننھے پودے کی آبیاری خلفائے وقت نے الٰہی منشاء کے مطابق کی۔ اس جماعت کی پنیری جہاں ملکوں ملکوں لگائی وہیں اس پودے کو مختلف تحاریک کے ذریعہ کھاد مہیا کی۔ کئی حوادث آئے، آندھی طوفان نے اس پودے کو ہلانے کی کوشش کی۔ لیکن خدائے واحد کے فرستادے کی جماعت کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔ جس طرح چند ممالک میں زمین تنگ کی گئی یا کی جارہی ہے وہیں اللہ تعالیٰ اس سے بڑھ کر نرم اور وسیع میدان عطا کرتا چلا جا رہا ہے جس کی ایک مختصر جھلک ہم نے ابھی ملاحظہ کی۔ اللہ کرے کہ خلیفۂ وقت کے ذریعہ قائم کی گئی یہ سکیم وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جائے، آمین۔

(اس مضمون کی تیاری کے لیے مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں نے تازہ اعداد و شمار ارسال فرمائے۔ خاکسار ان کا تہِ دل سے ممنون ہے)

Kenema سیرالیون میں ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ

مرتبہ: محمد انیس دیالگڑھی

ایک طبیب کی کہانی اس کی زبانی

مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ صاحب

قربانیوں کی داستان قدیم بھی ہے اور طویل بھی۔ انسانی فطرت میں اپنے پیاروں کی خاطر تو قربانی اور ایثار کے جذبات ودیعت کئے ہی گئے ہیں مگر غیروں سے محض لِلّٰہ ہمدردی کرنا اور انسانیت کی خدمت پر کمربستہ ہوجانے کی سعادت کسی کسی کو ہی نصیب ہوتی ہے۔

ہرشعبہ ہائے زندگی میں ایثار و قربانی کی داستانیں ملتی ہیں۔ دنیا میں ایسے دیوانے بھی گزرے ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں ہر نَوع کی قربانیاں پیش کیں اُن کی قربانی دوسروں کی قربانی سے بازی لے گئی کہ انہوں نے محض خدا کی خاطر ہرقسم کی تکلیف اور دُکھ ہی نہیں سہے بلکہ اپنے اہل وعیال کی قربانی بھی پیش کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہؑ کی قربانی کو تو قرآنِ کریم نے بطور مثال کے پیش کرکے ابدی اور دائمی بنا دیا اور یہ قربانیاں ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے دَور میں اپنے عروج اور کمال کو پہنچیں جب چشم فلک نے ذبح عظیم کا نظارہ دیکھا۔ خدا کی خاطر کی جانے والی قربانیاں صرف ماضی کا قصہ نہیں۔ آج بھی جماعت احمدیہ دنیا کے ہر خطہ میں قریہ قریہ ان قربانیوں کو زندہ رکھے ہوئے ہے۔

آج کے اس مضمون میں ایک قدیم خادم سلسلہ اور علم الادیان والابدان کے ماہر مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ صاحب کی کتاب ''شکرانِ نعمت'' سے چند واقعات پیش کئے جاتے ہیں جنہوں نے نصرت جہاں سکیم کے تحت وقف کیا اور 19 سال تک افریقہ کے ملک نائیجیریا میں خدمت سرانجام دی۔ ایسے واقعات دنیا کے بہت سے ممالک میں بہت سے احمدی مبلغین، معلّمین اور خدام سے پیش آئے مگر تھوڑے ہیں جو احاطہ تحریر میں لائے جاسکے۔ مکرم ڈاکٹر بھٹہ صاحب کا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے واقعات قلمبند کرکے دیگر بے شمار خدمت گاروں کی قربانیوں کی یاد کو تازہ کر دیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

نصرت جہاں سکیم کے تحت مکرم ڈاکٹر صاحب کی تعیناتی نائیجیریا میں ہوئی۔ سفر کی تیاریوں اور سفر کی صعوبتوں کا ذکر کرنے کے بعد میدانِ عمل میں پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''بیروت سے اُڑے تو ''لاغُوص'' (Lagos) اُترے۔ امیر صاحب مکرم فضل الٰہی انوری صاحب موجود تھے۔ میرے ساتھ ایک اور ڈاکٹر صاحب بھی مع فیملی وقف کرکے آئے تھے۔ امیر صاحب کے ساتھ مشن ہاؤس پہنچے۔ یہ لیگوس کے ایک بہت گنجان آباد علاقے میں تین منزلہ عمارت ہے۔ اس کی تیسری منزل کو لکڑی کی دیواروں سے کاٹ کر کمروں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اُن دنوں اکثر کمرے دفاتر کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ انہی میں سے ایک کمرہ مہمانوں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ دوسری فیملی کو اس میں ٹھہرا دیا گیا جبکہ ہم دوسری منزل پر امیر صاحب کے ہاں ٹھہر گئے۔ اڑھائی فٹ چوڑے، چار گدے امیر صاحب نے فوری طور پر خریدے اور ہم اُن کو Sitting Room میں ڈال کر سو جاتے۔ دوسرے ہی دن امیر صاحب ہم دونوں ڈاکٹرز کو لے کر میڈیکل کونسل گئے۔ ہم نے رجسٹریشن کے متعلق بات کی تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اس کے بعد ہم پھر دو تین بار گئے بحث کی۔ لیکن وہ نہ مانے۔ ان کا کہنا تھا کہ یہاں لیگوس میں ہم House Job کریں۔ دوسری کوئی صورت ممکن نہ تھی۔ ہمارے تجربہ کے سرٹیفکیٹ کافی نہ سمجھے گئے۔ ہفتہ دس دن کے بعد دوسرے ڈاکٹر صاحب کو تو آگے ایک اور افریقہ کے ملک بھیج دیا گیا لیکن میں کچھ اڑ گیا اور پھر اڑا ہی رہا۔ کونسل کا خیال ہوگا کہ یہ بھی دو چار مزید چکر لگا کر چلا جائے گا''۔

رجسٹریشن کے بعد رہائش کے مسائل کے بارہ میں لکھتے ہیں:

''اُوپر مہمان خانہ خالی ہوا تو ہم اس میں شفٹ ہو گئے۔ اس 10x12 فٹ کمرے میں دو اڑھائی فٹ چوڑے بیڈز تھے۔ ہم اوپر نیچے گدے ڈال کر سو رہتے۔ کھانے کے لئے ہم امیر صاحب کے ہاں جاتے تھے۔ اسی طرح ایک ماہ گزر گیا۔ مجھے میرا الاؤنس ملا تو امیر صاحب نے مشورہ دیا کہ اوپر باتھ روم کے ساتھ ایک کچن بھی ہے چھوٹا سا۔ اس میں کچھ پرانا سامان پڑا ہے۔ اس کی صفائی وغیرہ کروا کر آپ استعمال کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے بازار سے ضروری سامان خریدا اور اس کو استعمال کرنے لگے۔ اب وہ کمرہ ہمارا مکمل گھر تھا۔ فرش لکڑی کا تھا۔ بچوں سے پانی گر جاتا تو نیچے امیر صاحب کے کمرے میں ٹپک پڑتا جس سے ہمیں گھبراہٹ، شرمندگی ہوتی بچے اچھل کود، پکڑ دھکڑ کرتے تو شور ہوتا جس سے دفتر کا سٹاف پریشان ہوتا۔ نیچے امیر صاحب بھی ڈسٹرب ہوتے ہوں گے''۔ (صفحہ 69-68)

کئی ماہ کی تگ و دَو کے بعد ڈاکٹر صاحب کی باقاعدہ رجسٹریشن ہوئی تو اس کے بعد کے حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دومنزلہ کچی عمارت

رجسٹریشن کی رکاوٹ دور ہوئی تو ہم فوری طور پر کلینک کے آغاز کی طرف متوجہ ہوئے۔ ''ڈاکٹر صلاحُو'' ایک مخلص احمدی اور بڑے پاپولر ڈاکٹر تھے۔ میڈیکل ایسوسی ایشن کے صدر رہ چکے تھے۔ امیر صاحب نے اُن کو ساتھ لیا اور مجھے لے کر ''اجی ابواوڈے'' گئے اور وہاں صدر جماعت سے کہا کہ ہمیں وہ عمارت دکھائیں جو اُنہوں نے کلینک کے لئے ریزرو کر رکھی ہے۔ دیکھا تو وہ ایک پرانی، متروکہ اور کچی عمارت تھی (Mud House)۔

صدر جماعت نے کہا کہ ''نیچے کلینک اور اوپر رہائش ہو جائے گی۔ کچھ دنوں میں ضروری مرمت کرلیں گے''۔ اور پھر پچھواڑے کی طرف صحن میں ایک چھوٹی سی چاردیواری (غسل خانہ) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ''وہاں ایک نلکا ہے۔ پانی کے استعمال کے لئے آپ کو وہاں جانا ہوگا۔ عمارت کچی ہے۔ اوپر پانی استعمال نہیں ہو سکتا۔ عمارت کے بیٹھ جانے کا خطرہ ہے''۔

مَیں نے دیکھا تو گھوم گیا۔ ہمّت کی سنبھل گیا۔ قریب تھا کہ کچھ کہتا لیکن سوچا واقف زندگی ہوں۔ زبان نہ کھولنا ہی زیب دیتا ہے۔ جو ''رشتہ'' جماعت نے تجویز کیا ہے۔ اچھی بیٹیوں کی طرح اس کو قبول کرنا ہی سعادت مندی ہے۔ مَیں خاموش رہا اور اسی عمارت کی سرکاری منظوری کے لئے ہم وہاں سے سیدھے شہر کے ہیلتھ افسر کے ہاں چلے گئے۔ ہیلتھ افسر پیش تو اچھی طرح آیا لیکن کلینک کی اجازت میں لیت ولعل کرنے لگا۔ اس نے مختلف قسم کے اعتراضات اٹھائے۔ لیکن جب ہم نے زیادہ ہی زور دیا تو بالآخر وہ رضامند تو ہو گیا لیکن کہا:

''اچھا مَیں یہ تو منظوری دے دیتا ہوں کہ آپ کا مشن یہاں کلینک کھول لے لیکن مَیں وہ عمارت استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا جو آپ تجویز کر رہے ہیں۔ وہاں کسی زمانے میں نیشنل بنک ہوتا تھا۔ اُس کا مینیجر میرا دوست تھا اور مَیں وہاں جایا کرتا تھا اور وہ بہت بوسیدہ ہے اور کوئی شخص زندگی کا بیمہ کرائے بغیر اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ وہ پبلک استعمال کے قابل نہیں۔ جائیں اور کوئی بہتر عمارت تلاش کریں''۔

اس کے الفاظ مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ جیسے وہ میرے دل کی بات جان گیا ہو۔ میری جان میں جان آئی۔ اور پھر ہم دوبارہ کسی مناسب مکان کی تلاش میں گھومنے لگے جو نہ ملا۔ اگر کوئی اچھا مکان ملتا تو وہ مشن کی بساط سے بڑھ کر ہوتا۔ مشن کی مالی حالت ان دنوں خاصی کمزور تھی۔ (پانچ سو پاؤنڈز جو کلینک کے آغاز کے لئے مجھے دیئے گئے تھے وہ بھی لندن سے منگوائے گئے تھے) مناسب مکان کی تلاش کے لئے چند دن تک تو بعض دوست مجھے اپنی کار میں لئے گھومتے رہے۔ پھر آہستہ آہستہ دوستوں کی دلچسپی کم ہوگئی۔ مَیں کہاں تک اکیلا تلاش کر سکتا تھا۔ ایک دفعہ پھر مَیں امتحان میں پڑ گیا تھا۔ (صفحہ 72-71)

اب نائیجیریا کے ایک اور شہر ''اکارے'' میں کلینک کھولنے کے مسائل کا تذکرہ بھی پڑھیے۔

''اس بلڈنگ کے الگ حصے میں تین کمرے اوپر تھے اور تین نیچے۔ نیچے مَیں نے فوری طور پر ایک قریبی ترکھان سے پارٹیشن کروائی۔ اسی طرح بینچ، میز کرسیاں بنوائیں۔ کچھ بازار سے خریدیں۔ اوپر رہائش کے لئے ایک کمرہ تو کچن بن گیا۔ چار لوہے کے بیڈز اور گدے خریدے۔ کچھ ضروری ردّ و بدل کروایا۔ واپس لیگوس جانے سے پہلے میں نے مارکیٹ کا جائزہ لیا تو بہت مایوسی ہوئی۔ وہاں آٹا چاول، جو ہم استعمال کرتے ہیں وہ نایاب تھے۔ سبزیاں سوائے بھنڈی کے اور دالیں سوائے لوبیہ کے، نہ ملتی تھیں، چائے، مکھن، گھی اور دیگر مصالحہ جات یہ سب کچھ بڑے شہروں میں خاص سٹورز سے ملتے تھے اور یہ شہر لیگوس، ابادان اور بینن وہاں سے تین سو، دو سو اور ڈیڑھ سو میل دُور تھے۔ اس لحاظ سے تو یہ علاقہ میرے لئے بنجر، بیابان سے کم نہ تھا۔ چھوٹا گوشت بھی نہ ملتا تھا۔ (ایک دفعہ مقامی چاول پکانے کی کوشش کی تھی۔ کھانا تو درکنار پکانا بھی ممکن نہ تھا۔ جونہی اُبال آیا۔ سارے گھر میں سخت بُو پھیل گئی۔ اُسی طرح اُبلتا برتن اٹھا کر فوری طور پر الحاجی کی بیٹی کو دے دیا۔ ان کی تو عید ہوگئی تھی۔ ایک دن محکمہ زراعت کا آدمی کلینک آیا تو اس بدبُو کی مَیں نے شکایت کی اور وجہ پوچھی۔ اس نے بتایا کہ لوگ مونجی کو پانی میں گلنے سڑنے دیتے ہیں جس سے چاول میں بُو پڑ جاتی ہے۔ اب ہم ان کو ماڈرن طریقے سکھا رہے ہیں) بایں ہمہ مَیں نے وہاں رہنے کا فیصلہ برقرار رکھا۔ اپنی واپسی کا دن مقرر کیا اور بلا تکلّف کھانے کی ضروری ہدایات دے کر مَیں واپس لیگوس آ گیا اور امیر صاحب کو اپنے جائزہ اور فیصلہ سے مطلع کیا''۔ (صفحہ 75)

دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ پانی کا مسئلہ بھی افریقہ میں بڑا گھمبیر ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی قیام

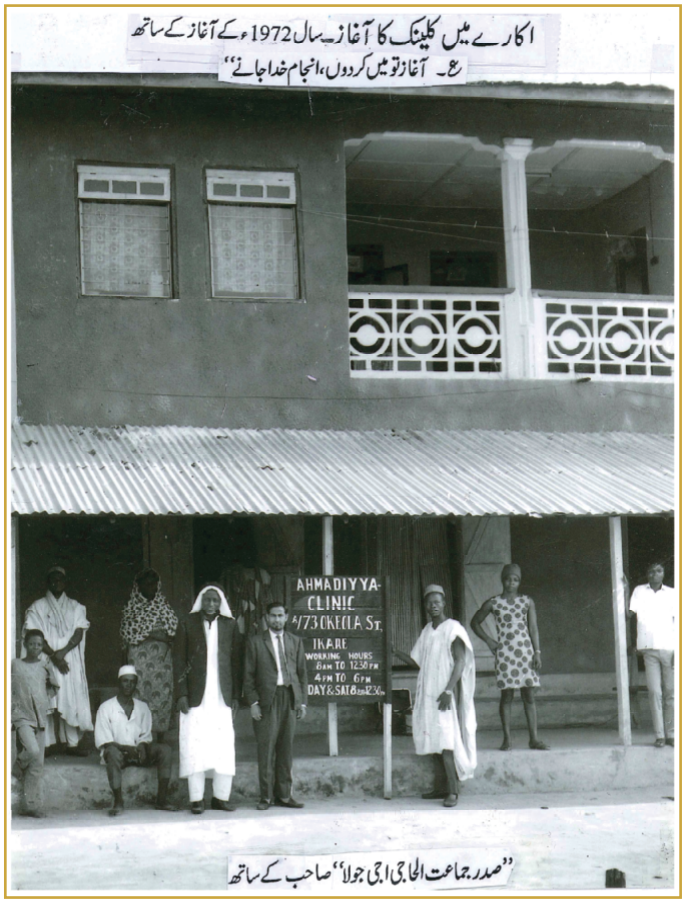

اکارے میں کلینک کا آغاز۔ سال 1972ء کے آغاز کے ساتھ
ع۔ آغاز تو میں کردوں، انجام خدا جانے''

''صدر جماعت الحاجی اجی جولا'' صاحب کے ساتھ

گھانا کے دوران پانی دُور سے بھر کر لانے اور پھر اسے محفوظ کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ نائیجیریا میں بھی ایسے ہی مسائل تھے۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

''پانی کا مسئلہ وہاں بہت ٹیڑھا تھا۔ جب میں وکیل صاحب کے ہاں ٹھہرا تھا اور پھر اب آ کر دو تین ہفتہ تک تو پانی نلکے میں بہت خوب آتا تھا لیکن پھر ایک دن نہ آیا۔ دوسرے دن مَیں نے صدر جماعت سے بات کی تو اُس نے بتایا کہ یہ تو اکثر اسی طرح غائب ہو جاتا ہے۔ تمہیں سٹور کر لینا چاہیے تھا۔ مجھے تو کسی نے بتایا نہ تھا۔ دو تین دن بعد آیا۔ تو مَیں نے بازار سے ٹب، بالٹیاں، جیریکین خرید کر سٹور کرنا شروع کر دیا۔ پھر بھی بعض اوقات پانی لمبا غائب ہو جاتا تو قریبی گاؤں سے لانا پڑتا۔ صدر جماعت الحاجی اجی جولا (عزیز اللہ) کے تو بچے بچیاں سروں پر بالٹیاں ٹکائے قریبی پہاڑیوں کے دامن میں چشموں سے لے آتیں تھیں۔ پہلی دفعہ اس نے مجھے بھی ایک بالٹی دی تھی۔ خاصا گدلا پانی تھا''۔ (صفحہ 79-78)

ان تمام مسائل کے ساتھ غریب الوطنی میں تنہائی، پریشانیاں اور وطن کی یاد بھی ستاتی تھی۔

''تنہائی اور اجنبیت کے ساتھ اب ہمیں وطن کی یاد بھی بہت آنے لگی تھی۔ بس خاموشی سے بالکونی سے شہر کا نظارہ کرتے رہتے۔ ہم میاں بیوی آپس میں بات بھی کرتے تو کیا اور کہاں تک۔ بس گم سُم سے رہنے لگے تھے۔ گو ہماری یہ خاموشی خاموش نہ تھی۔ بہت کچھ کہہ رہی تھی۔ رات کو جب یہ سب لوگ سو جاتے تو مَیں اکیلا وہاں کھڑا شہر اور آسمان کو دیکھتا۔ چاند ستاروں کے سوا ہر چیز مختلف اور اجنبی تھی۔ چاند کو دیکھ کر قدرے سکون سا ہوتا کہ یہ تو وہی ہے جو گھر میں دیکھا کرتا تھا۔ تاروں کی ''کھِتی'' وہی ہے جس سے ''بی جی'' وقت کا اندازہ لگایا کرتی ہیں۔ سوچتا کہ مَیں کہاں سے کہاں آ گیا اور کن کن مراحل سے گزر کر آیا۔ وقت کا اندازہ کر کے سوچتا کہ اس وقت والدہ کیا کر رہی ہوں گی۔ بھائی کہاں ہوں گے۔ پھر یہ یادیں دعاؤں کی صورت دھار لیتیں۔ عشاء کی نماز مَیں عموماً کچھ ایسی ہی کیفیت کے بعد شروع کرتا''۔ (صفحہ 80)

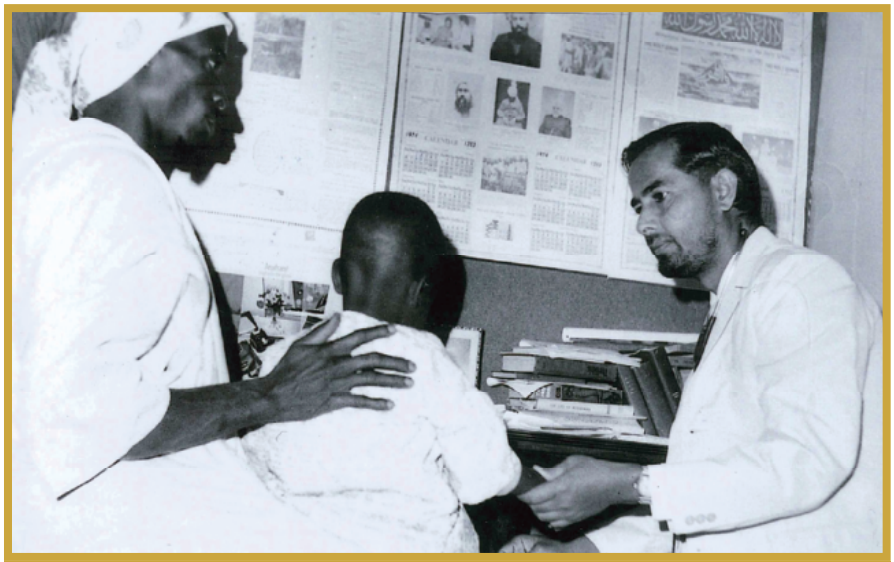

اکارے (نائیجیریا) میں کلینک کے آغاز کے بعد مکرم ڈاکٹر عبدالرحمٰن بھٹہ صاحب مریض کا معائنہ کرتے ہوئے

اسلام کا نام بلند کرنے والی اور انسانیت کی خدمت کرنے والی جماعت سے پاکستان میں جو سلوک روا رکھا جاتا ہے وہ دیارِ غیر میں بسنے والوں کے دل پر کیا قیامتیں ڈھاتا ہے۔

ہو گئے اہلِ وطن اپنے وطن میں بے وطن
عدل اور انصاف کی توقیر آدھی رہ گئی

''1974ء کا سال آہستہ آہستہ گزر رہا تھا۔ کلینک کی حالت ویسے ہی مندی تھی۔ بس گزارہ ہو رہا تھا۔ آئندہ چند ماہ میں میرے تین سال پورے ہونے کو تھے۔ لہٰذا واپس پاکستان چھٹی پر جانے کا خیال بھی آنے لگا تھا۔ لیکن میرا دل نہیں مان رہا تھا۔ احساسِ ندامت اور ناکامی غالب تھا۔ جماعت کی وہ خدمت کر نہ پایا تھا جس کی اُمید اور تمنا لے کر یہاں آیا تھا۔ سوچتا تھا کہ کس منہ سے جاؤں گا اور کیا بتاؤں گا آپ لوگوں کو کہ کیا کر آیا ہوں۔ البتہ نصرت (اہلیہ بھٹہ صاحب، ناقل) تو دن گن رہی تھی۔ پاکستان جائے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔

لیگوس میں رہتے ہوئے مَیں نے ایک ریڈیو خرید لیا تھا۔ جس پر ہم ''ریڈیو پاکستان'' کی خبریں سن لیتے تھے۔ جون 1974ء میں جماعت کے خلاف ہنگاموں اور گھیراؤ جلاؤ کی خبریں سنیں تو پریشان ہو گئے۔ یہ فسادات تھے کہ پھیلتے ہی جا رہے تھے۔ ہم حیران تھے کہ یہ کنٹرول کیوں نہیں ہو رہے۔ ''بھٹو'' تو اپنا ''آدمی'' ہے۔ یہ دیکھ کیا رہا ہے۔ کوئی بیان نہیں۔ کوئی مذمت نہیں۔ حیران تھا کہ ان حالات میں یہ ''شمالی علاقہ جات'' کے دَورے پر کیا کر رہا ہے۔ محسوس تو ہو گیا تھا کہ دال میں کچھ کالا ہے۔ یہ تو بعد میں کھلا کہ ''کچھ کالا'' نہیں۔ ساری دال ہی کالی تھی۔ یہ آگ اس ''اپنے'' کی ہی لگائی ہوئی تھی ع

بامن ہرچہ کرد ایں آشنا کرد

چند دن یہ ہنگامے جاری رہے پھر اچانک 2 جون کو ریڈیو سے یہ خبر سنی۔

''آج ملک میں کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا سوائے بورے والا میں آتشزدگی کے ایک واقعہ کے.....''

سنتے ہی مجھ پر بجلی سی گر پڑی۔ ''ہمارے گھر کی خیر نہیں''۔ فوراً ذہن میں آیا ''اگر واقعہ معمولی ہوتا تو استثنائی طور پر ذکر نہ ہوتا''۔ ماضی کی مخالفت اور حملے یاد آئے۔ دل گھبرانے لگا۔ بھائی جان! کالج کے زمانے میں غالب کے اس شعر کا پس منظر آپ نے سمجھایا تھا۔

قفس میں مجھ سے رُو دادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری ہے جس پر کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

یہ پس منظر اُس روز مجھ پر صادق آ رہا تھا لیکن میں اُس قیدی پرندے کی طرح کسی خوش فہمی میں نہ تھا۔ میں ڈر سہم سا گیا کہ ''رُودادِ وطن'' کہتے ہوئے۔ ''میرے ہمدم'' نے جس ''بجلی کی خبر'' ڈرتے ڈرتے مجھے ''اس قفس'' میں سنائی ہے۔ وہ ہو نہ ہو ''میرے ہی آشیاں'' پر گری ہے۔ ''والدہ کہاں ہوں گی''۔ ''بھائیوں کا کیا بنا''۔ ہم سخت پریشان ہو گئے۔ (صفحہ 82)

عظمتِ انسان

جوش ملیح آبادی کے منظوم کلام ''عظمتِ انسان'' سے منتخب بند

اے قلم نور فشاں ہو، کہ دمک جائے زمیں
بات تو جب ہے کسی فرد سے وحشت نہ رہے
ظلمتِ وہم میں ضَوبار ہو خورشیدِ یقیں
دوست تو دوست ہے دشمن سے بھی نفرت نہ رہے
حیف اس دورِ جواں پر کہ بہ ایں عقلِ مبیں
دل ہو یوں صاف کہ امکانِ کدورت نہ رہے
آدمی کی عَظمت کا اسے اندازہ نہیں
عقل کی ہے یہ نجابت کہ عداوت نہ رہے
حسنِ ارضی پہ سماوات کو شَیدا کر دے
شہر وحدت میں نبردِ حَرم و دَیر نہیں
آدمی کیا ہے یہ دنیا پہ ہویدا کر دے
صحّتِ فکر اگر ہے تو کوئی غیر نہیں

ذہن جس وقت کہ ہو جائے گا انساں آگاہ
اپنے یاروں کی محبّت ہے مزاجِ انساں
تو نکل آئے گا خود پردۂ انساں سے الٰہ
آپؓ بھی اپنے رفیقوں پہ ہیں گوہر افشاں
وحدتِ انفس و آفاق کو پالے گی نگاہ
دل سے تھا شِمر بھی اپنے رفقا پر قرباں
اور شریعت یہ بنے گی کہ تکدّر ہے گناہ
آپ اور شمر ہیں اس سطح پہ بالکل یکساں
شور ہو گا نہ رہے کوئی وفا کا دشمن
ہاں جو دل میں چمنِ حُبّ عدو کھل جائے
بے شک انسان کا دشمن ہے خدا کا دشمن
آپ کو سطحِ حسین ابنِ علیؓ مل جائے

پھر تو کھل جائے گی یہ بات کہ بے حُبّ اَنام
کپکپاتی ہے جسے آہِ اسیرانِ بلا
نہ ولایت نہ امامت نہ رسالت نہ پیام
جس کے سینے میں دھڑکتی ہے صدائے فقرا
دل ہے بے سوز تو مہمل ہیں طواف و احرام
جس کے اعصاب کو ڈستا ہے رخِ زردِ گدا
سب سے بہتر عملِ خیر ہے تیمارِ عوام
جس کی شہ رگ میں کھٹکتی ہے نگاہِ غرباء
ان کو سرکارِ دو عالمؐ کے پیام آتے ہیں
تذکرے اس کے فرشتوں میں ہوا کرتے ہیں
جو بُرے وقت میں انسان کے کام آتے ہیں
انبیاء اس کی زیارت کی دعا کرتے ہیں

تلخ کاموں کو پلاتا ہے جو آبِ شیریں
بخشتا ہے کسی مضطر کو جو کیفِ تمکیں
عمر بھر خدمتِ انساں سے جو تھکتا ہی نہیں
اس کی سرکار میں خود عرش جھکاتا ہے جبیں
اپنے زانو پہ جو دکھیوں کو سُلا لیتا ہے
اس کو اللہ کلیجے سے لگا لیتا ہے

(کتاب: جوش ملیح آبادی کے مرثیے)

سالانہ امتحانات حفظ القرآن کلاس جرمنی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 2017ء سے جرمنی میں حفظ القرآن کلاس جاری ہے۔ 2020ء سے یہ کلاس شعبہ تعلیم القرآن و وقفِ عارضی جرمنی کے زیرِ انتظام ہے۔ ہر سال 8 تا 11 سال کے بچے اس میں داخلہ لیتے ہیں اور اسکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ شام کو مقررہ اساتذہ کی مدد سے ویڈیو کال کے ذریعہ حفظ قرآن کی کلاس بھی لیتے ہیں۔ اس وقت کل 66 طلباء حفظ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں، ان میں سے 25 طلباء کا داخلہ اسی سال ہوا ہے۔ جبکہ گزشتہ دو سالوں میں 4 طلباء نے حفظ مکمل کرنے کی سعادت پائی ہے، الحمدللہ۔ دوران حفظ بچوں کے نئے حفظ کردہ پاروں کا امتحان مقررہ حفاظ کرام لیتے ہیں نیز سال میں ایک مرتبہ تمام حفظ کردہ پاروں کا امتحان لیا جاتا ہے اور نمایاں کارکردگی کی بنیاد پر بچوں کو شعبہ کی طرف سے منعقدہ سالانہ تقریب تقسیم انعامات پر انعام دیئے جاتے ہیں۔ امسال سالانہ امتحانات 2 تا 4 اگست بمقام جامعہ احمدیہ جرمنی منعقد ہوئے جس میں 44 طلباء شامل ہوئے۔ وقت کی کمی کے باعث کچھ پاروں کا امتحان 6 تا 8 اگست آن لائن یا بیت السبوح میں لیا گیا۔ حفظ القرآن کلاس جرمنی میں داخلہ نیز مزید معلومات کے لیے نیشنل شعبہ تعلیم القرآن و وقف عارضی سے رابطہ کیا جاسکتا ہے۔ نیز شعبہ کی ویب سائیٹ

www.taleem-ul-quran.de

پر بھی تمام معلومات موجود ہیں۔ آئندہ سال 2025ء میں داخلہ کے لیے (صرف لڑکوں کے لئے) مندرجہ ذیل لنک پر رجسٹریشن کی جاسکتی ہے۔

www.taleem-ul-quran.de/hifzul-quran-klasse/

شرائط داخلہ:

عمر 8 تا 11 سال ہو۔ قرآن کا دَور مکمل کرلیا ہو۔ ناظرہ میں روانگی اور تلفظ اچھا ہو۔ داخلہ ٹیسٹ پاس کرنا لازمی ہوگا۔

رجسٹریشن کی آخری تاریخ 31 جنوری 2024ء ہے۔ (لئیق احمد انچارج حفظ القرآن کلاس جرمنی)

مرتّبہ: مدبّر احمد خان صاحب

بنی آدم اعضائے یک دیگر ند

ہیومینیٹی فرسٹ (انسانیت سب سے پہلے) جماعت احمدیہ کی آزاد تنظیم ہے۔ جسے آج نہ صرف احمدیوں میں بلکہ دنیا بھر میں ایک رفاہی ادارے کے طور پر جانا جاتا ہے۔ بالخصوص جب قدرتی آفات یا جنگ کے نتیجے میں امدادی سرگرمیوں کی ضرورت پڑتی ہے تو یہ ادارہ خدمتِ خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر دنیا کے ہر حصے میں پہنچتا ہے۔ ترکی میں آنے والے گزشتہ زلزلے کے وقت، فلسطین میں شدید جنگ سے ہیبت ناک تباہی میں امداد کے لیے اور یوکرائن سے آئے ہوئے پناہ گزینوں کی خدمت کے لیے ہیومینیٹی فرسٹ کے رضاکاروں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ ہیومینیٹی فرسٹ کی ان خدمات کو اکثر و بیشتر اخبارات اور ٹیلیویژن پر بھی پذیرائی ملتی ہے۔ جب اس ادارے کی تاریخ جاننے کی کوشش کی تو پہلا سرا 1995ء میں ملا، جب اس تنظیم کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ لیکن مزید تحقیق نے ہمیں 1992ء میں پہنچایا جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بین الاقوامی رفاہی تنظیم کے قائم کرنے کا عندیہ دے دیا تھا۔ آپ نے مورخہ 28 اگست 1992ء کو صومالیہ میں قحط اور شدید بھوک اور افلاس کا ذکر کرتے ہوئے پہلے احمدیوں کو بین الاقوامی اداروں کو اس مقصد کے لیے چندے اور عطیات دینے کی تحریک کی اور پھر فرمایا:

''اب وہ وقت آ گیا ہے کہ جماعت احمدیہ کو اپنی آزاد سوسائٹی بنانی چاہیے جو جماعت احمدیہ کی مرضی کے تابع خدمت کرے اور تقویٰ اور انصاف کے ساتھ خدمت کرے اور مذہب وملّت اور رنگ ونسل کے امتیاز کے بغیر خدمت کرے..... جماعت احمدیہ کو پورے زور سے کوشش کر کے اب بین الاقوامی خدمتِ خلق کا ادارہ قائم کرنا چاہیے اور اس ادارے کا دائرۂ کار تمام بنی نوع انسان تک عام ہو گا''۔ (خطبات طاہر جلد 11 صفحہ 611)

مشرقی یورپ کے ممالک میں اُنہی سالوں میں جنگیں برپا ہوئیں جنہیں یوگوسلاو جنگیں کہا جاتا ہے۔ بالخصوص 1995ء میں بوسنیا میں شدید تباہی اور جانی نقصان ہوا اور بوسنیا کے عوام نہایت تکلیف دہ حالات سے گزر رہے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے ایما پر خدام اور لجنہ اماء اللہ کی ٹیمیں رفاہی مہمات پر ہنگری گئیں جہاں بوسنیا کے بہت سے پناہ گزین آئے تھے۔ ان رضاکاروں میں انگلستان اور جرمنی کے احمدی شامل تھے۔ لہٰذا نومبر 1995ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے باقاعدہ تنظیم کی بنیاد رکھی اور اسے Humanity First کا نام دیا۔ آج دنیا کے 62 ممالک میں اس تنظیم کی شاخیں موجود ہیں جبکہ اس کا مرکز لندن، انگلستان میں ہے۔

1997ء میں اس تنظیم کی جرمنی میں بھی رجسٹریشن کرائی گئی۔ جرمنی میں اس کے پہلے چیئرمین مکرم منصور احمد کھوکھر صاحب تھے۔ 2005ء سے مکرم اطہر زبیر صاحب بطور چیئرمین خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

Humanity First جیسا کہ اس کے نام سے ہی عیاں ہے، خالصتاً انسانیت کی خدمت اور فلاح و بہبود کے لیے قائم کی گئی ہے۔ رنگ، نسل، ذات، مذہب اور فرقے کے امتیاز کے بغیر یہ صرف دکھی انسانیت کے لیے کام کرتی ہے۔ گویہ ادارہ جماعت احمدیہ نے قائم کیا ہے اور خلیفۃ المسیح اس کی رہنمائی فرماتے ہیں، تاہم یہ مکمل طور پر ایک غیر مذہبی اور غیر سیاسی تنظیم ہے جس کے لئے اسلامی تعلیمات مشعلِ راہ ہیں، کیونکہ بلا تفریق رنگ و نسل و مذہب انسانیت کی خدمت عین اسلامی اصول ہیں۔

ہیومینٹی فرسٹ کی خدمات کو دو طرح کے کاموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہنگامی صورتِ حال میں امدادی کارروائی یعنی Disaster Relief اور دوسرا فلاح و بہبود کے لیے دیرپا منصوبے۔ اس مضمون میں ان منصوبوں اور خدمات کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

ہنگامی صورتِ حالات میں امداد

(Disaster Relief)

قدرتی آفات قانونِ قدرت کا حصّہ ہیں اور ایسے حادثات دنیا کے بعض حصّوں میں برپا ہوتے رہتے ہیں۔ ہیومینیٹی فرسٹ کم و بیش تمام ایسے واقعات میں اپنی بساط کے مطابق امداد کرتی ہے۔ تاہم اس تعارفی مضمون میں صرف چند مثالیں پیش کی جا سکیں گی۔ ہیومینیٹی فرسٹ کی ویب سائٹ (www.humanityfirst.org) پر 2004ء سے لے کر اب تک سالانہ کارگزاریوں کی رپورٹس موجود ہیں جن میں تمام کاموں کی تفصیلات دیکھی جا سکتی ہیں۔

قدرتی آفات کے وقت یا جنگوں کے نتیجے میں پناہ گزینوں کے لیے فوری کیمپس لگائے جاتے ہیں جن میں طبّی امداد کا انتظام کیا جاتا ہے، عارضی قیام گاہوں کے لیے خیمہ جات کھڑے کیے جاتے ہیں، کھانے کا سامان، صاف پانی کی فراہمی پر توجہ ہوتی ہے۔ Humanity First حسبِ ضرورت یہ سہولیات فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ دنیا بھر سے عطیات اور چندے کی صورت میں رقوم بھی جمع کی جاتی ہیں جن میں احمدیوں کے علاوہ دیگر لوگ بھی اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ ایسی کسی بھی جگہ پر دیگر تنظیموں کے ساتھ تعاون کیا جاتا ہے اور اقوام متحدہ کے اداروں کے ساتھ مل کر کام کیا جاتا ہے۔ بہت سی جگہوں پر حکومت کے ساتھ براہِ راست تعاون کیا جاتا ہے۔ حادثات کے بعد Humanity First کے امدادی کاموں کی فہرست بطور نمونہ ذیل میں درج ہے۔

مشرقی یورپ کی جنگ کے نتیجے میں پہلے بوسنیا کے پناہ گزینوں کے لیے رضا کاران نے امدادی سرگرمیاں کیں۔ 1997ء کی Kosovo جنگ کے دوران بھی Humanity First نے امداد کے لیے رضا کار بھیجے۔

1999ء اور 2023ء میں ترکی میں زلزلے کے بعد امداد کے لیے رضا کار گئے۔

2004ء میں ایک بہت بڑا حادثہ پیش آیا۔ ایشیا میں بہت بڑا سونامی آیا جس کی وجہ سے انڈونیشیا، سری لنکا، ہندوستان اور ملیشیا میں لاکھوں لوگوں کی جانیں گئیں اور ہزاروں بے گھر ہوئے۔ Humanity First نے فوری طور پر طبّی کیمپ، خیمہ جات، کھانے اور پانی کے کیمپس لگائے۔ مجموعی طور پر 30,000 لوگوں کے لیے Humanity First نے کسی نہ کسی رنگ میں مدد فراہم کی۔ اس حادثے میں Humanity First کی ٹیم نے دن رات محنت کی اور رپورٹ کے مطابق اگر ٹیم کے مجموعی وقت کو گنا جائے تو یہ 15,000 دن بنتے ہیں جن میں رضا کارانہ طور پر کارکنان مصروفِ خدمت رہے۔

اگلے ہی سال 2005ء میں کشمیر میں ایک ہولناک زلزلہ آیا جس سے ہزاروں کی تعداد میں جانی نقصان ہوا اور لاکھوں لوگ بے گھر ہوئے۔ Humanity First نے اس واقعے کے بعد بھی فوری طور پر اپنی ٹیمیں بھجوائیں۔ باغ اور مظفر آباد میں طبّی کیمپس لگائے جو چوبیس گھنٹے کام کرتے رہے۔ کل 75,000 مریضوں کو طبّی سہولت مہیا کی گئی۔ چھ ماہ تک اسلام آباد میں 810 افراد کے لیے خیمہ جات لگائے گئے جہاں عارضی طور پر پناہ گزینوں کے لیے قیام کا انتظام کیا گیا۔ طبّی معاملات کے علاوہ چھوٹے بچوں کے لیے وقتاً فوقتاً تفریح کا انتظام بھی کیا جاتا رہا اور ایک شادی کا اہتمام بھی انہی کیمپس میں ہوا۔

2005ء میں گویانا میں ایک سیلاب کے نتیجے میں تین لاکھ افراد بے گھر ہوئے۔ وہاں بھی ہیومینیٹی فرسٹ کو کھانے کی تقسیم اور طبّی کیمپس لگانے کی توفیق ملی۔ تین ڈاکٹرز نے 4,500 افراد کو طبّی امداد مہیا کی اور 9 ہزار کھانے کے بکس تقسیم کیے گئے۔

2010ء میں ہائیتی (Haiti) میں ایک ہیبت ناک زلزلہ آیا جس کے نتیجے میں 230,000 افراد جاں بحق ہوئے اور تیس لاکھ لوگ بے گھر ہوئے۔ ہائیتی میں امداد کے لیے کینیڈا امریکا اور یو کے سے ٹیمیں پہنچیں۔ دو ماہ تک یہ کیمپ کام کرتا رہا، جس میں 120 لوگوں پر مشتمل عملے نے کام کیا۔ 3 لاکھ ڈالرز کی قیمت کی طبّی سہولیات ہائیتی پہنچائی گئیں جن میں ادویات بھی شامل ہیں۔

مغربی افریقہ میں 2014ء میں ایبولا وائرس پھیلا جس سے ہزاروں لوگوں کی جانیں گئیں اور ہزاروں لوگ اس بیماری میں مبتلا ہوئے۔ چونکہ اس وقت اس وائرس کا کوئی علاج نہیں تھا، اس لیے اس بیماری کو contain کرنا، اس کی جلد تشخیص کرنا اور اس کے بارے میں معلومات اور آگاہی دینا بہت ضروری تھا۔ 40 افراد پر مشتمل ایک ٹیم نے یہ کام Sierra Leone میں کیا۔

سیریا میں مسلسل جنگی صورتِ حال کی بنا پر Disaster Relief کا کام ایک لمبے عرصے تک مسلسل جاری رہا۔

2017ء میں بنگلا دیش میں روہنگیا کے مسلمان پناہ گزینوں کے لیے عارضی قیام کا انتظام، صاف پانی، کھانے کی تقسیم اور طبّی امداد کا کام کیا گیا۔ کل ایک لاکھ تیس ہزار افراد کی مدد ہیومینیٹی فرسٹ کے ذریعہ کی گئی۔

Humanity First کی Website کے مطابق اس وقت تک بیس لاکھ لوگوں کی

Disaster Relief کے تحت کسی نہ کسی رنگ میں مدد کی گئی، 25 ملین ڈالرز کی امداد فراہم کی گئی اور ڈھائی ملین گھنٹے رضاکارانہ طور پر کام کیا گیا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مستقل منصوبے

(Sustainable Projects)

Humanity First کے کئی ایسے منصوبے ہیں جو مستقل بنیادوں پر دنیا کے مختلف پسماندہ علاقوں کے لئے ہیں۔ ان کاموں کے لیے ڈاکٹرز، سائنس دان اور انجینئرز اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر پیش کرتے ہیں۔

یتیموں کی پرورش

جنگوں سے متاثرہ علاقوں اور پسماندہ خطوں میں دیگر مصائب کے ساتھ ساتھ یتیموں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں رفاہی تنظیمیں ان علاقوں میں یتیموں کی دیکھ بھال کے لیے مختلف منصوبے بناتی ہیں۔ Humanity First بھی آغاز سے یتیموں کی دیکھ بھال میں اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس میں طبّی امداد اور تعلیم کی سہولیات فراہم کرنا سر فہرست ہیں۔ 2017ء میں Benin میں Humanity First جرمنی کو ایک یتیم خانہ کھولنے کی توفیق ملی جسے دارالاکرام کا نام دیا گیا ہے۔ اس میں 200 بچے پرورش پا رہے ہیں۔ مزید منصوبہ ہے کہ جلد وہیں پر تعلیم بھی مہیا کی جائے۔ اسی طرح Uganda میں بھی ایک یتیم خانہ تعمیر کیا گیا۔

بھوک کا مقابلہ

ایک دنیا ہے جسے آج بھی اچھی اور صحت مند غذا میسّر نہیں یا جو پیٹ بھر کے کھانا نہیں کھا سکتی۔ Humanity First غریب اور چھوٹے کسانوں کی اس سلسلے میں مدد کرتی ہے۔ 58 ممالک میں کسانوں کو بہتر فصل اگانے، کاشت سے زیادہ فائدہ اٹھانے اور ٹیکنالوجی کے استعمال سے متعلق تعلیم دے رہی ہے تا کہ کسان غربت سے نکل کر منافع بخش کاشت کاری کی طرف بڑھ سکیں اور مجموعی طور پر زراعت کے ذریعے ملک کی ترقی میں بھی اضافہ ہو۔

تعلیم

تعلیم آج بھی دنیا میں ہر بچے کو میسر نہیں ہے۔ تعلیم کے بغیر یہ بچے جب بڑے ہوتے ہیں تو ان کا بہتر زندگی میں قدم رکھنا بہت مشکل ہوتا ہے، اسی کے ساتھ غربت اور بیماریاں جڑی ہوتی ہیں، اور ایک نسل کے بعد دوسری نسل اس سے متاثر رہتی ہے۔ Humanity First نے اب تک دنیا بھر میں 43 اسکول اور 33 تربیتی مراکز قائم کیے ہیں، اور اب تک تقریباً 290,000 بچوں کو تعلیم مہیا کی ہے۔ Humanity First اسکول بنانے کے ساتھ ساتھ انہیں چلاتی بھی ہے۔ اسی طرح اسکولوں کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوششیں بھی جاری رہتی ہیں۔ پسماندہ علاقوں میں کئی دفعہ اسکول تو موجود ہوتے ہیں لیکن وہاں کتابوں اور فرنیچر کی شدید کمی ہوتی ہے۔ Humanity First کتابیں مہیا کرتی ہے اور فرنیچر بھی فراہم کرتی ہے۔

صاف پانی

صاف پانی بنیادی انسانی حقوق میں سے ہے۔ Humanity First کا ایک مستقل منصوبہ صاف پانی فراہم کرنا ہے۔ یہ منصوبہ خصوصاً افریقہ کے مختلف ممالک کے لئے ہے جہاں IAAAE کے انجینئرز نئے نلکے لگاتے ہیں یا موجود نلکوں کی مرمت کرتے ہیں۔ دنیا کے 29 ممالک میں یہ سلسلہ جاری ہے جس سے 4 ملین لوگ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ایک خاص منصوبہ تھر پارکر (پاکستان) کے لئے بھی بنایا گیا ہے۔ جہاں انجینئرز کی مدد سے غریب آبادیوں کے نزدیک 850 صاف پانی کے کنویں کھودے گئے۔ اس سے پہلے پانی لانے کے لیے کئی گھنٹے پیدل آنے جانے میں لگتے تھے اور مزید یہ کہ وہ پانی بھی صحت کے لیے نقصان دہ ہوتا تھا۔ نئے کنوؤں کی تعمیر کے لیے بڑی مشینیں بھی استعمال نہیں کی جا سکتی تھیں۔ لہٰذا یہ کام افرادی قوت سے کیا گیا۔

طبّی امداد اور سہولیات

Humanity First اب تک 8 ہسپتال تعمیر کر چکی ہے۔ ستمبر 2018ء میں ناصر ہسپتال کی تعمیر Guatemala میں ہوئی جس کے لئے امریکہ سے خصوصی چندے دیے گئے۔ ناصر ہسپتال میں سالانہ 10,000 لوگوں کا علاج کیا جاتا ہے جن میں سے 2,000 افراد کا مفت علاج ہوتا ہے۔ ہسپتالوں کے علاوہ پسماندہ علاقوں اور دور دراز دیہات میں وقتاً فوقتاً ٹیمیں بھیجی جاتی ہیں جو کیمپ لگا کر علاج کرتی ہیں۔ اس سلسلے میں بھی ڈاکٹرز اپنی خدمات مفت پیش کرتے ہیں۔

آنکھوں کی روشنی

دنیا میں بہت سے ایسے غریب افراد ہیں جو اپنی آنکھوں کا علاج نہیں کرا سکتے، جنہیں موتیا ہے یا جن کی نظر بہت کمزور ہے، ایسے لوگ عینک تو درکنار اپنی آنکھوں کا ٹیسٹ تک نہیں کرا سکتے۔ Humanity First نے ایک منصوبہ کے تحت ایسے 40,000 غریب افراد کی آنکھوں کا علاج کیا۔ اس کے لیے خصوصی کیمپس لگائے گئے اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اس کیمپ میں نظر کی عینکیں تیار کی جاتی ہیں، آنکھوں کی دوسری بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے اور آپریشنز بھی ایک موبائل کیمپ میں کیے جاتے ہیں۔ یہ خدمت دنیا کے 13 ممالک میں جاری ہے۔

یہ Humanity First کے کاموں کا ایک مختصر خاکہ ہے۔ اس کے علاوہ وسائل کی تنگی، ہنگامی حالات میں فوری انتظامات کرنا، رضاکاروں کا خدمتِ خلق کے لیے مشکلیں اور سختیاں جھیلنا، متاثر افراد کے دکھ، ان کا بنیادی ضرورت کے مل جانے پر کھل اُٹھنا، رضاکاروں کا لوگوں کو چھوٹی چھوٹی خوشیاں پہنچانے سے راحت محسوس کرنا، خداتعالیٰ کی نصرت کے نظارے کرنا، ایک الگ داستان ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس تنظیم کو ترقی دے، اس کے وسائل میں اضافہ ہو، اور اللہ تعالیٰ انسانیت کے دکھ بانٹنے اور دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

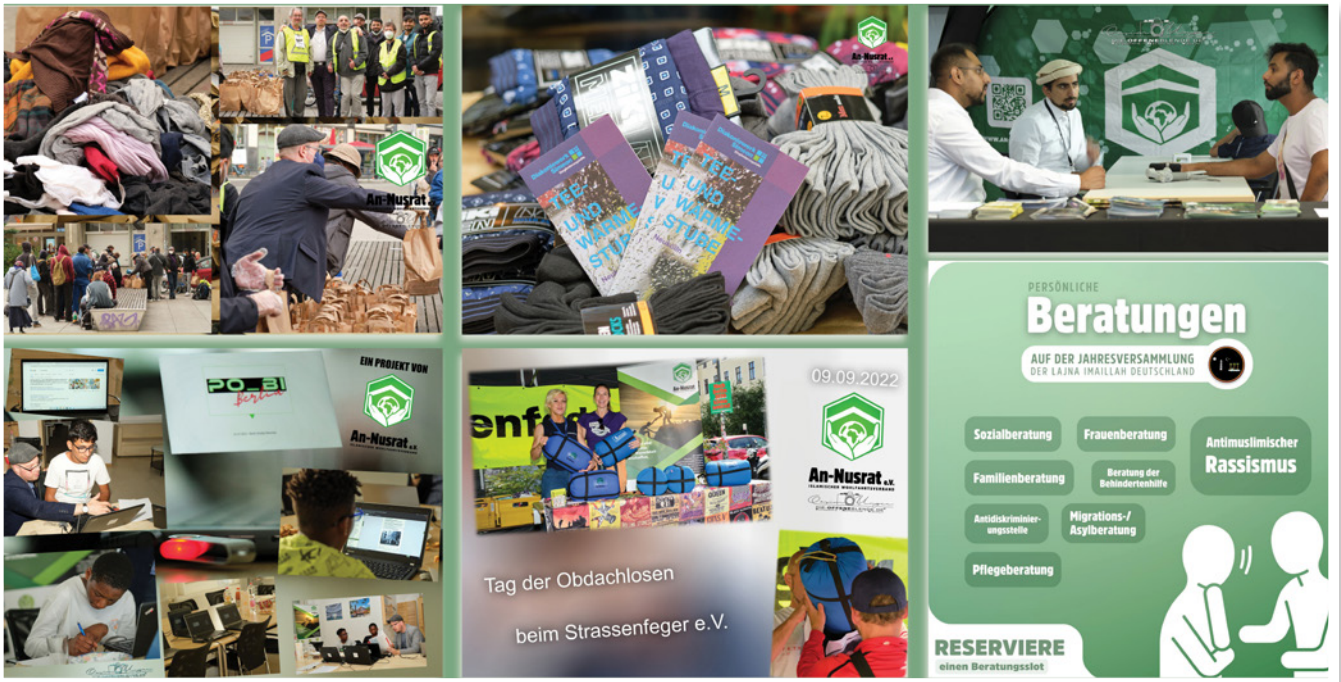

(مکرم سعادت احمد صاحب)

آدمی کا آدمی ہر حال میں ہمدرد ہو
اک توجہ چاہیے انساں کو انساں کی طرف

جماعت احمدیہ جرمنی کا رفاہی ادارہ
''النصرت''

جرمنی کی حکومت، جو ایک رفاہی ریاست ہے اور عوامی خدمت کے تقریباً تمام اداروں کو براہِ راست اپنا ماتحت بنانے کی بجائے نجی شعبے کی وساطت سے سنبھالنے کو ترجیح دیتی ہے تاکہ ان معاملات میں حکومت کا کم سے کم دخل ہو اور رفاہی نظام میں زیادہ سے زیادہ لوگ شامل ہوں۔ یہ خدمات Non Statutory Welfare کے تحت ہوتی ہیں۔ اس سے مراد وہ تمام سروسز اور ادارے ہیں جو خود مختار اور غیر منافع بخش ہوں اور کسی سپانسرشپ کے ذریعہ چلائے جائیں یا جس کو قانونی طور پر تحفظ دیا گیا ہے۔

نجی شعبوں میں رفاہی نظام کا تنظیمی ڈھانچہ

جرمنی میں تقریباً تمام نجی رفاہی ادارے 6 بڑی نجی تنظیموں کے ماتحت ہیں۔

Deutsche Caritasverband (کیتھولک عیسائی)

Diakonie Deutschland (پروٹیسٹنٹ)

Zentrale Wohlfahrtstelle der Juden (یہودی تنظیم)

ان کے علاوہ تین دیگر تنظیمیں ہیں جو انسانی ہمدردی یا کسی سیاسی نظریہ کے تحت کام کر رہی ہیں۔

Arbeiterwohlfahrt (Social Democrates–SPD) (سیاسی جماعت کا ادارہ)

Das Deutsche Rote Kreuz (ریڈ کراس) Humanitarian

Der Paritätische Humanitarian

نجی اداروں کے ماتحت مذہبی شناخت اور تشخیص

ان چھ تنظیموں کے ماتحت ہزاروں ذیلی تنظیمیں کام کرتی ہیں۔ جرمنی میں لیبر قوانین ان ذیلی اداروں کو اپنی مرکزی تنظیم کے ماتحت کام کرتے ہوئے اس کے مذہبی مفادات کا خیال رکھنے کی اجازت ہے۔

رفاہی اداروں میں مسلمانوں کی نمائندگی و ضرورت

ریاست رفاہی کاموں سے متعلق اپنی ذمہ داری انہی تنظیموں کے ذریعے ادا کرنے کو ترجیح دیتی ہے۔ اس

طرح وہ نہ صرف اپنا انتظامی ڈھانچہ کم سے کم رکھ سکتی ہے بلکہ بہت سے اخراجات سے بھی بچ جاتی ہے۔ مزید براں مختلف تنظیموں کی طرف سے اپنے مذہبی وثقافتی نظریات اور اقدار کے مطابق معاشرت خدمات (Social Services) فراہم کرنے سے مستحق افراد کو اپنی مرضی کے ادارہ سے مدد لینے کا حق مل جاتا ہے۔

گذشتہ سالوں میں کئی لاکھ مسلمان جرمنی میں پناہ کی غرض سے آباد ہوئے ہیں۔ ابھی تک ان کی اور پہلے سے آباد مسلم سوسائٹی کی دیکھ بھال جن اداروں کے ذمہ تھی وہ سب اسلامی اقدار سے نابلد تھے اور اس کے لیے انہیں مشکل پیش آرہی تھی۔

وفاقی وزارت داخلہ کے ماتحت اس ضرورت کے پیش نظر جرمن اسلام کانفرنس میں مسلمان تنظیموں کو یہ پیشکش کی کہ ان مشکلات کے تدارک کے لیے وہ آگے آئیں اور اس ذمہ داری میں اپنا حصہ ڈالیں۔ حکومت نے دیگر مسلم تنظیموں کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ کو بھی اس نظام میں شامل ہونے کی دعوت دی ہے تاکہ وہ ریاست کے رفاہی اداروں میں آزاد شراکت دار کے طور پر اپنا حصہ ڈالے۔ لہٰذا اس پیشکش کے تحت جماعت احمدیہ جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہنمائی کے تحت النصرت کا قیام 2018ء میں ہوا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس رفاہی ادارے کا نام ''النصرت'' عطا فرمایا۔ مکرم فیضان اعجاز صاحب اس ادارہ کے منتظم اعلیٰ کے طور پر خدمات بجالا رہے ہیں۔

مالی معاملات اور حکومتی سرپرستی

بنیادی طور پر چونکہ تمام رفاہی ادارے چلانا حکومت کی ذمہ داری ہے اس لیے ان اداروں کے تقریباً تمام مالی اخراجات کی 90 فیصد ذمہ داری حکومت اپنے بجٹ سے پورا کرتی ہے۔ حکومت ان اداروں کو اپنے مرکزی بجٹ سے فنڈ دیتی ہے اور سرکاری آڈٹ کے ذریعے اس کا حساب رکھتی ہے اور اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ جن مقاصد کے لیے رقم دی گئی ہے وہ رقم انہی مقاصد کے حصول کے لیے خرچ ہو۔

النصرت کے چند ذیلی شعبے

النصرت ایک رفاہی تنظیم ہے جس کا مقصد اسلامی تعلیمات کے مطابق مختلف سماجی رفاہی خدمات فراہم کرنا ہے۔ یہ تنظیم جرمنی میں متعدد شعبوں میں رفاہی خدمات انجام دے رہی ہے، جن میں ماحولیاتی تحفظ، پناہ گزینوں اور بے گھر افراد کی مدد، بچوں اور نوجوانوں کی فلاح وبہبود، قانونی مشاورت اور نسلی امتیاز کے خلاف اقدامات شامل ہیں۔ النصرت کی خدمات صرف ملک کے اندر تک محدود نہیں ہیں بلکہ تنظیم بین الاقوامی سطح پر بھی امدادی سرگرمیاں انجام دیتی ہے۔

تعلیمی میدان میں خدمات

تعلیم کے شعبے میں النصرت کی خدمات میں ایک نرسری کی بنیاد کا قیام شامل ہے۔ 2023ء میں، ناصر باغ گروس گیراؤ میں بچوں کے لیے نرسری کی تعمیر کا آغاز کیا گیا ہے، جس میں 20 بچوں کے لیے دیکھ بھال کی جگہ فراہم کی جائے گی۔ نرسری کی تعمیر کے بعد، اسے 2025ء میں باضابطہ طور پر کھول دیا جائے گا، جس سے بچوں کی تعلیم اور دیکھ بھال کے نظام کو مزید بہتر بنایا جائے گا۔ اسی طرح، فرانکفرٹ میں بھی بچوں کے لیے ایک ڈے کیئر سینٹر کی منصوبہ بندی کی گئی ہے، جس کے لیے ایک مناسب پلاٹ کی تلاش جاری ہے۔

مسلم مذہبی نگہداشت اور ایمبولینٹ خدمات

النصرت مسلمانوں کی مذہبی نگہداشت کے شعبہ میں بھی اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ النصرت نے اب تک دو ہزار سے زائد افراد کو مدد فراہم کی ہے، جن میں روحانی اور نفسیاتی مسائل جیسے شادی، ڈپریشن، اور والدین سے متعلق چیلنجز شامل ہیں۔ ابتدائی طور پر النصرت نے 22 مربیان کو مذہبی مشیروں کے طور پر بھی تربیت دی، جو ہسپتالوں اور دیگر رفاہی اداروں میں لوگوں کو مدد فراہم کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ النصرت گھروں میں خدمات مہیا کرنے کے لیے بھی کوشاں ہے۔ تنظیم کی کوشش ہے کہ جلد ہی ایک ایمبولینٹ رفاہی سروس قائم کی جائے جو بزرگوں، مریضوں، اور خصوصی نگہداشت کے محتاج افراد کو اسلامی اصولوں کے مطابق گھر پر خدمات فراہم کرے۔

بچوں اور نوجوانوں کی فلاح و بہبود SGB VIII کے تحت خاندان کی مدد

بچوں اور نوجوانوں کی فلاح و بہبود کے لیے النصرت نے SGB VIII کے تحت خصوصی پروگرامز کا آغاز کیا ہے، جن کا مقصد پناہ گزین اور مہاجر بچوں اور نوجوانوں کی مدد کرنا ہے۔ تنظیم نے بچوں کی فلاح وبہبود کے لیے آؤٹ پیشنٹ کیئر کے جامع منصوبے تیار کیے ہیں، جن میں مہاجر بچوں اور ان کے والدین کو خصوصی مدد فراہم کی جا رہی ہے۔ ان منصوبوں کا مقصد بچوں کی تعلیم اور معاشرے میں انضمام کو فروغ دینا اور والدین کو نوجوانوں کی فلاح وبہبود کے نظام میں رہنمائی فراہم کرنا ہے۔

خواتین کی رفاہی سرگرمیاں

النصرت کی خواتین کی ٹیم "عورتیں اپنی مدد آپ" کے اصول کے تحت سرگرم عمل ہے۔ لجنہ اماء اللہ کی یہ ٹیم تنظیم کے اندر ایک آزاد اور مضبوط ڈھانچہ رکھتی ہے اور خواتین کے مسائل پر خصوصی توجہ دیتی ہے اور خواتین کی پیشہ ورانہ ترقی، خاندانی مدد، اور گھریلو مسائل جیسے طلاق، حقِ حضانت یعنی بچے کی کفالت کا حق اور گھریلو تشدّد کے کیسز میں مدد فراہم کرنا شامل ہے۔

جرمن زبان کے کورسز

النصرت نے 2022ء، سے جون 2024ء تک جرمن زبان کی تعلیم کے لیے جرمن کورسز کا انعقاد کیا، جو مہاجرین اور پناہ گزینوں کے لیے تھے۔ یہ کورسز A1 سے B2 کی سطح تک کے تھے اور شرکاء کو زبان سیکھنے میں مدد فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ امتحان کی تیاری کے لیے خصوصی طور پر ترتیب دیئے گئے تھے۔ ان کورسز کا مقصد مہاجرین کو جرمنی میں روزمرہ کی زندگی میں بہتر نیویگیشن اور معاشرے میں انضمام میں مدد دینا تھا۔ شرکاء کی جانب سے کورسز کے بارے میں مثبت ردِّعمل

موصول ہوا اور ان میں سے کئی افراد نے اپنی جرمن زبان کی مہارتوں میں نمایاں بہتری دیکھی، جو ان کے اعتماد اور روزمرہ کی زندگی میں انضمام کا باعث بنی۔

بے گھر افراد اور مہاجرین کی مدد

النصرت نے بے گھر افراد اور پناہ گزینوں کی مدد کے لیے بھی نمایاں کام کیا ہے۔ 2023ء میں تنظیم نے ایک لنگر کے ذریعہ ملک بھر میں 18,000 سے زائد بے گھر افراد کو کھانا فراہم کیا۔ برلن میں ضرورت مندوں کو Sleeping Bags گرم کھانا اور گھریلو ضرورت کی اشیاء فراہم کی گئیں۔ اس کے علاوہ، تنظیم نے برلن میں "Ei und Chai" کے نام سے ایک ہفتہ وار مرکز بھی قائم کیا، جہاں ضرورت مند افراد کو مشاورت اور گرم کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔

ماحولیاتی تحفظ اور آگاہی

ماحولیاتی تحفظ کے حوالے سے النصرت نے کولون چڑیا گھر میں ''ماحولیاتی دن'' منانے کا کامیاب انعقاد کیا، جہاں اسلامی نقطہ نظر سے ماحولیات کی حفاظت پر زور دیا گیا۔ اس تقریب میں بچوں اور بڑوں کو ماحولیاتی مسائل کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔ اسی طرح Wuppertal چڑیا گھر میں انواع قدرت کے تحفّظ کے موضوع پر ایک نمائش منعقد کی گئی۔

نسلی امتیاز کے خلاف اقدامات

النصرت نے ادارے CLAIM کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے مسلم مخالف نسل پرستی کے خلاف اقدامات کیے۔ اس کے تحت متعدد کیسز کو CLAIM کے حوالے کیا گیا اور نسلی امتیاز کے خلاف شعور بیدار کرنے کے لیے تربیتی پروگرامز کا انعقاد کیا گیا۔ تنظیم کا مقصد نسلی امتیاز کے شکار افراد کو قانونی مدد فراہم کرنا اور معاشرتی سطح پر نسل پرستی کے خلاف جدوجہد کو فروغ دینا ہے۔

تجہیز و تدفین کی خدمات

النصرت کی تجہیز و تدفین کی خدمات قابل ذکر ہیں۔ جن میں اسلامی اصولوں کے مطابق میّت کو غسل دینا، کفن، اور تدفین کے دیگر مراحل شامل ہیں۔ النصرت متاثرہ خاندانوں کی مدد کے لیے مکمل مشاورت اور دفتری امور کی انجام دہی میں معاونت فراہم کرتی ہے۔ تنظیم نے 2022ء میں اپنی ٹیم کو مزید مضبوط کیا اور تدفین کے لیے ایک کتابچہ شائع کیا، جس میں جرمنی میں اسلامی تدفین کے طریقہ کار کی تفصیلات شامل ہیں۔ اس کتابچہ نے خاص طور پر جرمن بولنے والے افراد کو اسلامی روایات کے بارے میں آگاہی فراہم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اسی طرح لواحقین کی خواہش پر پاکستان بھجوانے یا جرمنی میں تدفین کے مکمل انتظامات بھی کئے جاتے ہیں۔

بین الاقوامی امداد

بین الاقوامی سطح پر بھی النصرت نے ترکی میں 2023ء کے زلزلے کے دوران اشیائے خورونوش کے پیکٹ تقسیم کیے، جن میں خوراک، کپڑے، اور صفائی کی اشیاء شامل تھیں۔ اس امدادی مہم کا مقصد زلزلے کے متاثرین کی فوری مدد کرنا تھا۔

النصرت اپنی رفاہی خدمات کو مزید وسعت دینے اور اسلامی اصولوں کے تحت انسانیت کی خدمت کے لیے پختہ ارادے کے ساتھ کام کر رہی ہے۔ تنظیم کی کوشش ہے کہ مزید تعلیمی اور رفاہی منصوبے شروع کیے جائیں، جن سے زیادہ سے زیادہ افراد مستفید ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ ان کاوشوں کو کامیاب بنائے اور رفاہی کاموں سے دنیا بھر میں لوگ اس سے مستفید ہوں، آمین۔

گروس گیراؤ ناصر باغ میں قائم کیا جانے والا Naturkita جس کا باقاعدہ آغاز 2025ء میں ہوگا، ان شاءاللہ

قسط دوم

تحریکِ جدید کے شیریں ثمرات

مولانا صدیق احمد منوّر صاحب، مبلغ انچارج و امیر جماعت فرانس

Comoros جزائر کا ایمان افروز سفر

اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ دنیا کی متفرق آبادیوں میں سعید روحوں کو جماعت احمدیہ کے ذریعہ توحید کے جھنڈے تلے جمع کرے گا چنانچہ اس وعدہ کے مطابق 1981ء میں مذکورہ ملک کے ایک سعید الفطرت کو اللہ نے اپنی محبّت کے لیے چُن لیا اس کو فرش سے اُٹھا کر عرش پر پہنچا دیا۔ ان صاحب کا نام سعید عمر درویش ہے یہ ایک پروفیشنل گلوکار تھے اور اسی سلسلہ میں ماریشس آئے تھے۔ ایک روز اللہ کی تقدیر نے ایسا کیا کہ سعید عمر صاحب ہوٹل سے باہر نکل کر گھوم رہے تھے کہ وہ راستہ بھول گئے۔ ہماری مسجد کی ملحقہ عمارت میں ایک احمدی ٹیلر ماسٹر عبدالغفور نوبی صاحب کی دکان تھی۔ سعید عمر، نوبی صاحب کی دکان میں داخل ہو گئے اور ہوٹل کا پتہ معلوم کیا۔ نوبی صاحب کو تبلیغ کا جنون تھا۔ انہوں نے انہیں بٹھایا اور کہا فکر نہ کریں ہم آپ کو ہوٹل میں پہنچا دیں گے پھر وہ انہیں ساتھ لے کر احمدیہ مرکز ہی لے آئے۔ خاکسار نے جماعتی روایت کے مطابق ان کا پُرتپاک استقبال کیا اور تواضع بھی کی نیز اس موقع پر جماعت کا تعارف کروایا جس سے وہ بے حد متاثر ہوئے اور انہوں نے کہا کہ مَیں اس پیاری جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ انہوں نے بیعت فارم بھی پُر کر دیا اور جماعتی لٹریچر بھی لے لیا تا کہ واپسی پر دیگر لوگوں کو بھی جماعت کے متعلق معلومات دے سکیں۔

کچھ عرصہ کے بعد خاکسار نے سعید عمر صاحب کو خط لکھا کہ اگر وہ پسند کریں تو میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے اجازت حاصل کر کے آپ کے ملک کا تبلیغی دورہ کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے اتفاق کیا اور راقم الحروف نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے اجازت حاصل کر لی اور ایک احمدی دوست مکرم یوسف صالح اچھا صاحب کی معیت میں سفر کی تیاری شروع کر دی۔ پھر یوں ہوا کہ سفر سے ایک دو دن قبل سعید عمر درویش صاحب نے مجھے ٹیلی گرام بھیجا کہ مَیں نہ آؤں۔ اس صورتِ حال سے کچھ پریشانی ہوئی کہ مَیں نے حضور انور سے دَورے کی اجازت لی ہے اور پروگرام بھی بتا دیا ہے۔ اب اس کو منسوخ کرنا میرے لیے ناممکن تھا۔ خاکسار نے ملک کے وزیر خارجہ Mr.Waltor سے ایک تعارفی خط حاصل کر لیا اور اللہ کا نام لے کر سفر پر روانہ ہو گیا۔ خاکسار نے سعید عمر صاحب کو بذریعہ ٹیلی گرام اطلاع دے دی کہ مَیں آ رہا ہوں۔ اب سعید عمر صاحب نے چونکہ مجھے آنے سے منع کر دیا تھا اس لئے وہ لینے کے لیے ایئر پورٹ پر تشریف نہ لائے۔ اس موقع پر اللہ کی ذات نے ہمارے لیے ایک عجیب تدبیر کی اور اس ذات اعلیٰ کے پیار کو دیکھ کر انسان کی روح حمد الٰہی سے جھوم اٹھتی ہے۔ ہوا یوں کہ میری وہ ٹیلی گرام جس میں مَیں نے سعید عمر صاحب کو کہا تھا کہ مَیں ان کی رائے کے برعکس آ رہا ہوں کیونکہ یہ تو خلیفۃ المسیحؒ کا فیصلہ ہے، اسے کیسے منسوخ کروں۔ کسی اور شخص کو مل گئی جن کا نام بھی سعید عمر تھا وہ گاڑی لے کر ہمارے استقبال کے لیے ایئر پورٹ آ گئے۔ وہ سیدھے اپنے گھر لے گئے۔ انہوں نے کہا کہ ان کی خواہش ہے کہ ہم ان کے ہاں قیام کریں۔ دن کے وقت سعید عمر درویش کے ہاں چلے جایا کریں۔ سعید عمر درویش صاحب کا گھر چھوٹا تھا۔ اللہ نے ہمارے قیام کا خود انتظام فرما دیا۔

Commores جزائر ملک کی سرکاری زبان غالباً فرانسیسی تھی۔ اکثر لوگ عربی میں بات کر لیتے ہیں۔ ہم نے مکرم سعید عمر درویش صاحب کی معیت میں باہر نکل کر چل پھر کر تبلیغ شروع کر دی اور تھوڑے عرصہ 35 افراد نے بیعت فارم پُر کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کر لی مگر جلد ہی سعودی عرب سے متاثرہ مسلمان حکومت کی نظر ہم پر پڑ گئی جس پر ہمیں پولیس کمشنر کے آفس بلایا گیا شہر کے بڑے امام مفتی کو بھی بلایا اور عربی زبان میں ہماری طویل گفتگو ہوئی۔ وہی اعتراضات جو عام مسلمان جماعت پر کرتے ہیں، دہرائے گئے، الحمدللہ خاکسار نے اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے تسلی بخش جواب دیئے۔ اب تک ہمارا لٹریچر بھی حکومت تک پہنچ چکا تھا۔ گویا حکومت چاہتی تھی کہ ہم یہ کام نہ کریں۔ اسی وجہ سے مَیں ان کے زیرِنظر تھا۔ تاہم میرے پاس موجود وزیرِ خارجہ کے خط نے میری مدد کی، الحمدللہ۔

گورنمنٹ کے رویہ کا اندازہ لگا کر مَیں نے فیصلہ کر لیا تھا ہمیں جلد واپس چلے جانا چاہیے۔ 25 اپریل 1981ء کو ہم وہاں پہنچے تھے۔ ہمارا دَورہ ایک ماہ کا تھا۔ مؤرخہ 9 مئی کو اچانک پولیس ہماری رہائش پر پہنچی اور انہوں نے کہا کہ وزیراعظم نے حکم دیا ہے کہ ہم فوراً ملک چھوڑ دیں۔ ہم نے جواباً بتایا کہ ہم نے واپسی

کی سیٹیں بک کروا لی ہیں۔ چنانچہ پولیس کی گاڑی ہمیں بلاتاخیر ائیر پورٹ پر لے آئی۔سارے نومبائعین بے حد غمگین تھے۔ وہ بھی افسردہ دلوں کے ساتھ ہمیں الوداع کہنے ائیر پورٹ پہنچ گئے۔ جملہ احمدیوں نے غمزدہ دلوں کے ساتھ میرے ساتھ الوداعی معانقہ کیا اور مَیں نے انہیں حوصلہ دیا کہ ان کے دلوں میں قدرت نے احمدیت کا بیج بو دیا ہے۔

اس موقع پر انتہائی ایمان افروز بات یہ ہوئی کہ سعید عمر درویش صاحب نے جب مجھ سے معانقہ کیا تو میرے ہاتھ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا تھما دیا اس پر لکھا تھا سیّد عبداللطیف شہید۔انہوں نے مجھے کہا اگر ضرورت پڑی تو مَیں یہاں سیّد عبداللطیف شہید والی قربانی کروں گا۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ آپ فکر نہ کریں ہم اس مقدّس مشن کو جاری رکھیں گے، ان شاء اللہ۔

ضمناً یہاں ایک اور واقعہ کا ذکر کرتا ہوں کہ ہم نے ماریشس کے سفر کے لیے ایک جزیرہ سے دوسرے جزیرہ پر پہنچنا تھا پھر ائیر ماریشس سے واپس پہنچنا تھا۔ جس چھوٹے جہاز پر ہم نے سفر کیا اس پر قریباً 25 مسافر سوار تھے۔منزل پر پہنچنے سے قبل چند منٹ قبل اچانک موسم خراب ہوگیا اور جہاز ہچکولے لینے لگا۔ مَیں نے سر جھکا کر خدا کے حضور دعائیں شروع کر دیں اور اس حوالہ سے بھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اپنے ایک بندے کی خاطر ایک گروہ کو بچا لیتا ہے۔ہم بھی تیرے بندے ہیں اور تیرا پیغام لے کر یہاں آئے تھے تو اپنا فضل فرما اور ہماری حفاظت فرما۔ چنانچہ اللہ نے اپنے بندوں کی پکار کو سن لیا اور ہمارے لیے سکون کا سامان پیدا فرما دیا۔

منزل پر پہنچ کر میں نے پائلٹ سے استفسار کیا کہ کیا یہ صورتِ حال معمول کی تھی؟ انہوں نے مجھے بتایا کہ مَیں 28 سال سے یہ جہاز چلا رہا ہوں لیکن ایسا پہلی بار ہوا ہے اور یہ خدا کا فضل اور اس کی مہربانی ہے۔ خدا کے اس فضل و احسان سے ہمارے دلوں کو بے حد اطمینان ہوا اور ازدیاد ایمان کا موجب ہوا۔

اس سفر کے دوران ایک اور ایمان افروز واقعہ بھی قابل ذکر ہے۔ خاکسار نے مکرم سعید عمر درویش صاحب کی اہلیہ مکرمہ فاطمہ صاحب (سکول ٹیچر) سے کہا کہ ہم سفر میں ہیں اور بقول بانی اسلام حضرت رسول اکرم ﷺ سفر میں اللہ تعالیٰ دعائیں قبول کرتا ہے۔اگر فاطمہ صاحبہ آپ کسی امر یا کسی پریشانی کے ازالہ کے لیے دعا کا کہنا چاہتی ہوں تو مَیں ان شاء اللہ دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے دعا کی قبولیت کا نظارہ دکھا دے گا۔ فاطمہ صاحبہ نے کہا کہ میری 2 یا تین بیٹیاں ہیں میری بہت خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بیٹا بھی عطا فرما دے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ اس عاجز کو اس امر کے لیے دعا کرنے کی توفیق ملی اور مجیب الدعوات اللہ نے فضل فرمایا کہ سعید عمر درویش صاحب کو نرینہ اولاد سے نوازا اور انہیں بیٹا عطا فرمایا۔ والدین نے عاجز سے محبّت کے اظہار کے طور پر اپنے اس بیٹے کو میرا نام دیا، فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

مڈغاسکر میں ایک عرب کی بیعت

جنوبی افریقہ کے ملک مڈغاسکر میں احمدیہ مشن کا آغاز 1995ء میں ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے کانگو سے واپسی کے بعد مجھے ماریشس بھیجا اور فرمایا کہ ماریشس کے اردگرد کے جزائر کا دورہ کر کے وہاں دعوت الی اللہ کے کام کو تیز کیا جائے تا کہ آئندہ ان جزائر میں احمدیہ مراکز کا قیام کیا جائے۔ ان جزائر میں مڈغاسکر بھی شامل تھا۔ متعدد دوروں کے بعد راقم الحروف نے بذریعہ مکرم امیر صاحب ماریشس حضور انور کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی کہ مڈغاسکر ایک بہت بڑا ملک ہے ابھی تک وہاں مشن قائم نہیں ہوا۔ یہ ملک چونکہ اشتراکی ممالک کے زیرِ اثر تھا بعض مبلغین نے وہاں کا دورہ کیا مگر ان کا ویزا Renew نہیں ہوا۔ اب چونکہ حالات بدل چکے ہیں اور کمیونزم کا زور ٹوٹ چکا ہے۔ اگر حضور انور اجازت عطا فرما دیں تو عاجز اپنے امام کی دعاؤں سے یہ کام کر سکتا ہے۔ بہرحال حضور انور کی اجازت کے ساتھ مڈغاسکر میں مشن کا آغاز کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے خلافتِ حقّہ کی برکت سے مجھے خصوصی دعاؤں کی توفیق دی۔لوگ آہستہ آہستہ جماعت میں شامل ہونے لگے۔شروع میں اکثر اوقات غریب لوگ ہی مذہب کو قبول کرتے ہیں۔ وہاں پاکستانی غیر از جماعت مسلمان بھی تھے ان کے ساتھ میرے بہت اچھے تعلقات تھے وہ میری بہت عزت کرتے تھے کیونکہ مَیں بھی ان کے مسائل حل کرتا تھا۔بعض کی فرانس کے لئے ویزا کے حصول میں

احباب جماعت Comoros کا ایک گروپ فوٹو، درمیان میں پہلے مقامی احمدی مکرم سعید درویش صاحب صدر جماعت بیٹھے ہیں

مدد بھی کی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لوکل لوگ احمدیہ جماعت میں داخل ہو رہے ہیں اور زیادہ تر غریب لوگ ہیں تو انہوں نے یہ بات کہنی شروع کر دی کہ جماعت میں زیادہ تر غریب لوگ شامل ہو رہے ہیں۔ کوئی پڑھا لکھا آدمی ہمارا پیغام قبول نہیں کر رہا وغیرہ۔

غیر احمدی پاکستانیوں کے اس طعنہ یا تبصرہ کا تو میرے پاس کوئی جواب نہیں تھا کیونکہ دلوں کو پھیرنا تو میری طاقت سے بالا تھا۔ مَیں نے اس موقع پر اس مشکل کا علاج اللہ کے حضور خصوصی دعاؤں کے ذریعہ تلاش کیا۔ یہ پاکستانی لوگ اکثر 4 یا 5 کی تعداد میں میرے پاس وقت گزارنے آتے۔ ان کے ساتھ ایک عرب ڈاکٹر مسمی عیسیٰ رحموں صاحب آف شام بھی ساتھ آتے تھے۔ عرب صاحب کا ظاہری لباس اور طریق زندگی اس قسم کا تھا کہ وہ ایک بے عمل اور تعیش پسند شخص لگتا تھا۔ مَیں نے ان کے ساتھ بہت احترام کا سلوک کیا اور اکثر اوقات احمدیت کے عقائد کے بارہ میں عربی زبان میں بحث کرتا۔ بعض مرتبہ ہمارے درمیان اچھی خاصی گرمی بھی ہو جاتی لیکن چونکہ دوستی کا تعلق بھی تھا اس لیے یہ تبلیغ و مدارات کا سلسلہ چھ ماہ تک جاری رہا۔ نہ مجھے امید تھی اور نہ ہی ہمارے پاکستانی دوستوں نے کبھی سوچا تھا کہ عیسیٰ صاحب جماعت احمدیہ میں داخل ہو جائیں گے۔ قربان جاؤں اس خدا پر جس کا حقیقی عرفان سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آقا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے حاصل کر کے ہمیں عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعاؤں کو سن لیا اور چھ ماہ بعد ایک روز مکرم ڈاکٹر عیسیٰ صاحب میرے پاس آئے اور مجھے کہا مولانا! مَیں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں خوشی سے اچھل پڑا اور کھڑا ہو گیا اور ڈاکٹر صاحب سے معانقہ کیا اور انہیں مبارک باد دی۔ کہنے لگے دلائل تو اپنی جگہ ہیں جس بات نے مجھے قائل کیا ہے وہ یہ ہے کہ آپ (خاکسار) کی عملی زندگی کے نمونہ اور ہمارے غیر احمدی علماء کی زندگی کے نمونہ میں بہت فرق ہے۔ آپ کا اسلامی نمونہ ہی میرے لیے صداقت کی سب سے بڑی دلیل ہے، الحمدللہ علیٰ ذالک۔

اسی طرح انہی دنوں ایک اور فیملی نے بھی جماعت میں شمولیت اختیار کی جو ظاہری لحاظ سے یعنی دنیوی لحاظ سے مضبوط تھے۔ بیعت کے بعد مکرم ڈاکٹر عیسیٰ رحموں صاحب کے اندر ایک شاندار تبدیلی پیدا ہو گئی۔ ان کی اہلیہ اور بچوں نے بھی احمدیت میں شمولیت اختیار کر لی۔ مکرم ڈاکٹر صاحب عربی زبان کے ماہر اور لکھاری ہیں۔ رسالہ ''التقویٰ'' میں ان کی نظم بھی شائع ہوئی تھی۔ آج کل جرمنی میں ہیں اور عربوں کو تبلیغ کی مہم میں مصروف ہیں۔

فرنچ گیانا میں احمدیہ مرکز کی خرید

خاکسار کی فرنچ گیانا میں آمد کے ساتھ مؤرخہ 12 نومبر 2012ء سے جماعتی سرگرمیوں کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ شروع میں جماعت نے Matoury شہر میں کرایہ پر مکان لیا اور تبلیغی روابط قائم کر کے احمدیت کے پیغام کی اشاعت شروع کر دی۔

یہ مکان ضرورت کے لحاظ سے بہت چھوٹا تھا اس لیے کرایہ کے لیے بڑے مکان کی تلاش شروع کر دی۔ اس تلاش کے دوران موجودہ مرکز کی عمارت کے مالک سفید فارم جوڑے سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ ہم مکان کرایہ پر نہیں بلکہ اسے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ مالک مکان نے ہمیں مکان دکھایا۔ مکان ہمیں بہت پسند آیا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تجویز مع تفصیلات عمارت پیش کی گئی۔ ہمارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت منظوری عطا فرما دی۔ اگرچہ مرکز نے عمارت خریدنے کے لیے رقم کی منظوری عطا فرما دی تھی تاہم ایک عہدیدار کی تجویز پر ہم نے کوشش کی کہ مالک قیمت میں کچھ کمی کر دے۔ اس امر کو مالک نے ناپسند کیا اور ایک افریقن تاجر خاتون کے ہاتھ مکان فروخت کر دیا اور مالک نے اس امر کو ہم سے چھپائے رکھا اور Notary کے پاس جا کر پوری قانونی کارروائی مکمل کر لی۔

جب خاکسار کو اس صورت حال سے آگاہی ہوئی تو یہ اَمر میرے لیے ایک صدمہ سے کم نہیں تھا۔ میرے دل کی کیفیت کچھ ایسی تھی کہ الفاظ میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ خاکسار ایک احمدی عرب خاتون مسماۃ Nadia Kasmi صاحبہ کے ساتھ مالک مسٹر Olivier سے ملاقات کے لیے ان کے گھر گیا اور ان سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ جواباً انہوں نے واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ وہ اس بارہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس پر مَیں نے انہیں جواباً کہا کہ جناب Olivier صاحب آپ اس جائیداد کے عارضی مالک تھے، آپ نے اپنی مرضی کر لی۔ اس زمین کا اصل مالک ہمارا خدا ہے۔ آپ احمدیوں کی دعا کو نہیں جانتے۔ ہم دعا کریں گے اور ہمارا مسبّب الاسباب خدا ہمیں یہ مکان عطا فرما دے گا۔ ہمارے امام خلیفہ نے فرمایا کہ خدا اس مکان کو جماعت کے لیے مبارک کرے گا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ یہ مکان آپ کسی اَور کو دے دیں۔ ہمارے لیے یہ اَمر بھی باعث شرمندگی تھا کہ ایک چیز کے خریدنے کی ہمارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجازت دی اور ہم نے اپنی جہالت سے وہ کھو دی۔ اس صورتِ حال میں خاکسار دعاؤں میں لگ گیا۔ متعدد دوستوں نے کہا کہ مَیں اس عمارت کو حاصل کرنے پر کیوں مُصر ہوں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ قریباً چھ ماہ کے بعد میرے لندن قیام کے دوران وہاں سے مالک مکان کا فون آیا کہ امام تمہاری دعا قبول ہو گئی کیونکہ جس تاجر خاتون کے ساتھ ہمارا معاہدہ ہوا ہے وہ ختم ہو گیا ہے۔ اس لیے آپ یہ مکان لے سکتے ہیں۔

تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں جماعت جرمنی کی پہلی دس لوکل امارات و جماعتیں

جماعتیں	لوکل امارات
1.Rodgau	1.Hamburg
2.Rödermark	2.Frankfurt
3.Osnabrück	3.Dietzenbach
4.Pinneberg	4.Gross-Gerau
5.Nidda	5.Wiesbaden
6.Köln	6.Mörfelden-Walldorf
7.Mahdiabad	7.Riedstadt
8.Flörsheim	8.Rüsselsheim
9.Neuss	9.Darmstadt
10.Weingarten	10.Mannheim

رپورٹ: مکرم عرفان احمد خان صاحب فرانکفرٹ جرمنی

جرمنی کے ''یوم جمہوریہ'' کے موقع پر

ایک احمدی کے لئے سول اعزاز

مغربی اور مشرقی جرمنی کے دوبارہ ایک ملک بن جانے کا اس صدی کا غیر معمولی واقعہ اکتوبر 1989ء میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ اسی لئے حکومت جرمنی ہر سال تین اکتوبر کو یوم جمہوریہ کے طور پر منایا جاتا ہے۔ امسال پینتیسویں یوم جمہوریہ پر سول سوسائٹی میں اہم خدمات سرانجام دینے والوں کو قومی سول ایوارڈز سے نوازا گیا ہے۔ ایک ایوارڈ تو وہ ہیں جن کا اعلان مرکزی حکومت کرتی ہے اور ایوارڈ دیئے جانے کی تقریب ایوانِ صدر میں منعقد ہوتی ہے۔ دوسرے ایوارڈ وہ ہیں جن کا اعلان شہری انتظامیہ کی طرف سے کیا جاتا ہے اور شہر کے لارڈ میئر ٹاؤن ہال میں ہونے والی تقریب میں پیش کرتے ہیں۔

امسال مرکزی حکومت کی طرف سے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں شاندار خدمات انجام دینے پر 13 خواتین اور 15 حضرات کو سول ایوارڈ سے نوازا گیا جس کا نام بینڈ کراس آف میرٹ ہے۔

Verdienstorden der Bundesrepublik Deutschland

یہ ایوارڈ ایوان صدر برلن میں جرمنی کے صدر Frank Walter Steinmeier نے دیئے۔

یوم جمہوریہ پر سول ایوارڈ حاصل کرنے والوں میں ایک احمدی دوست مکرم محمد اسلام الدین صاحب ہیں جن کو Worms شہر کے لارڈ میئر Mr. Adolf Kessel نے ایک بھرپور تقریب کے دوران سینکڑوں مہمانوں کی موجودگی میں دیا۔ ان کو شہر کا سب سے بڑا سول ایوارڈ بینڈ میڈل آف میرٹ Verdienstmedaille der Stadt Worms دیا گیا۔

اس موقع پر شہر کی انتظامیہ کی طرف سے جو تقریر کی گئی اس میں بتایا گیا کہ محمد اسلام الدین صاحب 1986ء سے جرمنی اور 2003ء سے Worms شہر میں رہائش پذیر ہیں۔ انہوں نے یہاں آتے ہی اپنی خدمات بغیر معاوضہ شہر کی انتظامیہ کو پیش کر دیں اور اب تک مختلف منصوبوں میں ہمارے معاون و مددگار رہے ہیں۔ مہاجرین کی آبادکاری اور ان کے مسائل کے حل کے لئے شہری انتظامیہ کی طرف سے چلائی گئی مہم میں موصوف نے ہمارا بھرپور ساتھ دیا۔ چنانچہ 2010ء میں اس مہم کے کامیاب ہونے پر جرمنی کے صدر Wulff بطور خاص وورمز (Worms) شہر تشریف لائے تو محمد اسلام الدین صاحب کو بطور خاص صدر جرمنی سے ملوایا گیا۔ علاوہ ازیں انہوں نے احمدیہ جماعت کے وفود ترتیب دے کر بوڑھے لوگوں کے ہوٹلز میں پھول لے کر جانے کا سلسلہ شروع کیا جن میں احمدی خواتین نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ پھر جب ایٹمی اسلحہ یہاں سے دوسری جگہ لے جایا گیا اور اس جگہ پر جنگل آباد کرنے کا فیصلہ ہوا تو انہوں نے چار ہزار درخت شہر کی انتظامیہ کو پیش کئے۔ (یاد رہے کہ یہ درخت مجلس انصاراللہ جرمنی نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی تھی) محمد اسلام الدین گزشتہ بیس سال سے شہر کی ایمگرانٹ کمیٹی کے اعزازی ممبر ہیں اور ہر پروجیکٹ میں ہماری مدد کرتے ہیں۔ مختلف ثقافتوں اور ایک دوسرے سے مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ورمز شہر کی انتظامیہ کو جن مسائل کا سامنا رہتا ہے اسلام الدین ان مسایل کو حل کرنے میں انتظامیہ کی مدد کرتے ہیں جس کی ایک بڑی مثال مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی طرف سے علیحدہ علیحدہ قبرستانوں کا مطالبہ تھا جس کا حل اسلام الدین نے نکالا اور اب سب مسلمان ایک ہی قبرستان میں میں تدفین کرتے ہیں۔ 2014ء سے اسلام الدین نے احمدیہ جماعت کی طرف سے چیریٹی واک کا آغاز کیا جو اب ہر سال منعقد ہوتی ہے اور ہر سال تین این جی اوز میں چیریٹی واک سے حاصل ہونے والی رقم تقسیم کی جاتی ہے۔ ان کی اور بھی بہت سی خدمات ہیں جن کا ذکر یہاں ممکن نہیں، کے اعتراف کے طور پر 2020 میں محمد اسلام الدین نے شہری وفد کے ہمراہ برلن جاکر جرمن صدر Steinmeier اور چانسلر انجیلا میریکل سے ملاقات کی تھی۔ ان کی بلامعاوضہ بے لوث خدمات کے اعتراف کے طور پر آج ہم ان کو بینڈ میڈل آف میرٹ اور سند امتیاز پیش کرتے ہیں۔

(دائیں سے بائیں) مکرم اسلام الدین صاحب (2020ء)
صدر جمہوریہ جرمنی جناب Frank-Walter Steinmeier

(دائیں سے بائیں) مکرم اسلام الدین صاحب (2020ء)
سابق چانسلر جمہوریہ جرمنی محترمہ Angela Merkel صاحبہ

Freundschaft im Mittelpunkt

Die Verdienstmedaillen der Stadt Worms erhielten Wolfgang Schall (links) und Islam Uddin (rechts). Foto: Rudolf Uhrig

Von Rudolf Uhrig › Zugegeben, Johann Wolfgang von Goethe war nicht in Parma, dennoch schwärmt er in seinem „Reisebericht" von seiner „italienischen Reise", die er zwischen September 1786 und Mai 1788 unternahm, von diesem Land. Da hatte Oberbürgermeister Adolf Kessel ein Déjà-vu-Erlebnis, denn er war nach seinem Amtsantritt 2019 erstmals in der Wormser Partnerstadt Parma, „und kann nur zu einem Besuch ermuntern, denn der ganz besondere Eindruck erschließt sich erst bei einer Reise dorthin", zeigte sich Wormser Stadtoberhaupt von der um einiges größeren Stadt am Taro in Oberitalien begeistert. Parma stand am Freitagabend im Fokus des Jahresempfangs, zu der die Stadt Worms und ihr Oberbürgermeister ins WORMSER geladen hatten.

Bitte lesen Sie weiter auf Seite 2

Nibelungen Kurier Mittwoch 02.Oktober 2024

محمد الیاس منیر، مربی سلسلہ

مسجد فضل لنڈن میں ہونے والی

ایک تقریب

19 اکتوبر 2024ء کی شام مسجد فضل لنڈن کے سنگِ بنیاد رکھے جانے پر سَو سال گزرنے کی خوشی میں مسجد فضل میں ہی ایک شاندار تقریب منعقد ہوئی۔ اس تقریب سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی اسلام آباد (ٹلفورڈ) سے خطاب فرمایا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ تقریب سمیت دنیا بھر میں نشر ہوا۔ ان دنوں اتفاق سے انگلستان میں تھا چنانچہ اس تقریب میں شمولیت کے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سامان ہو گئے اس طرح سے جماعت جرمنی کی بھی اس تقریب میں نمائندگی ہو گئی، الحمدللہ۔ اس کے لیے محترم نصیر دین صاحب نائب امیر یوکے اور ایک مخلص دوست مکرم شیخ رفیق احمد طاہر صاحب (مورڈن) کے تعاون کا شکر گزار ہوں، جزاہم اللہ۔

نماز عصر کے بعد اسلام آباد سے عزیزم فاتح احمد صاحب کے ساتھ روانہ ہو کر مغرب سے متصل پہلے مسجد فضل پہنچا تو یہاں خوب رونق تھی۔ مسجد کے سامنے گریسن ہال روڈ عام ٹریفک کے لئے بند تھی۔ کارڈ دکھا کر احاطہ مسجد میں پہنچا تو استقبالیہ پر موجود کارکنان نے میرا ڈیجیٹل کارڈ دیکھ کر مجھے کارڈ بنا کر دیا۔ پھر محمود ہال اندر جا کر اس میں لگی نمائش دیکھی۔ نمائش اگرچہ مختصر تھی مگر پرانے اخبارات اور یادگار تصاویر سے آراستہ تھی۔ سب سے پرانا اخبار 1899ء کا تھا، جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر شائع ہوا۔ نمائش کا تعارف کرانے کے لئے بہت سے نوجوان موجود تھے جو آنے والے مہمانوں کا استقبال کرتے اور ان کی رہنمائی کے لئے ساتھ ہو لیتے۔ یہاں پوسٹرز کے علاوہ قد آدم سکرینوں کے ذریعہ بھی مختلف مناظر، تصاویر اور اخباری تراشے دکھائے جا رہے تھے۔ اس کے عقب میں ریفریشمنٹ کا انتظام تھا۔ نمائش میں مجھے مکرم نصیر احمد قمر صاحب مل گئے تو انہوں نے ازراہِ شفقت میری رہنمائی کی۔ پھر مسجد میں نمازیں ادا کیں۔ نمازیں سَوا چھ بجے پر ریجنل مربی سلسلہ مکرم عثمان شہزاد بٹ صاحب نے پڑھائیں۔ امام مسجد فضل لنڈن مکرم عطاء المجیب راشد صاحب اپنی علالت کی وجہ سے پیچھے کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کر رہے تھے۔ موصوف کو امام مسجد ہونے کی سعادت گزشتہ 41 سال سے حاصل ہے۔

نمازوں کے بعد محمود ہال کے عقب میں ایک وسیع چبوترے پر لگائی گئی مارکی میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ مارکی میں پہنچا تو یہاں لگی گنجان میزوں کے گرد مہمان ہی مہمان تھے۔ جن میں اکثریت انگریزوں کی تھی۔ تقریب کا آغاز مکرم رفیق حیات صاحب امیر جماعت یوکے کی صدارت میں ہوا۔ ان کے ساتھ سٹیج پر درج ذیل مہمان بیٹھے تھے:

1۔ جناب کرس کاٹن (Chris Cotton)،[1]

2۔ Revd Jonathan Sedgwick،

3۔ محترمہ Fleur Anderson صاحبہ،

4۔ جناب Sir Ed Davy MP صاحب۔

1- گریٹر لنڈن کے ڈپٹی لارڈ لیفٹیننٹ جناب کرس کاٹن پہلے رائل البرٹ ہال کے چیف ایگزیکٹو رہ چکے ہیں، اس وقت وہ جروڑ اسپیس (Jerwood Space) کے چیئرمین اور کئی خیراتی اداروں کے ٹرسٹی ہیں۔

ان کے علاوہ محترم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لنڈن اور صاحبزادہ مرزا وقاص احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے بھی سٹیج پر تشریف فرما تھے۔ چھ بج کر چالیس منٹ پر تقریب کا آغاز ہوا جس کی نظامت مکرم فرید احمد صاحب سیکرٹری امور خارجیہ یوکے نے کی۔ موصوف نے چند افتتاحی کلمات کہنے کے بعد حاضرین کی توجہ سٹیج کے ایک جانب لگی بڑی سکرین کی طرف مبذول کرائی جس پر جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل ایک دستاویزی فلم دکھائی گئی۔ پھر تلاوت قرآن کریم کے لئے محترم مولانا نسیم احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ کو دعوت دی۔ آپ نے سورہ بقرہ کی آیات 130-128 کی تلاوت کی جن میں خانۂ کعبہ کی تعمیر کا ذکر ہے اور معروف ابراہیمی دعائیں مذکور ہیں۔ اس کے بعد ایک انگریز دوست مکرم جوناتھن Butterworth صاحب نے ان آیاتِ کریمہ کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ پھر صدر اجلاس محترم امیر صاحب نے تعارفی تقریر کرتے ہوئے تمام مہمانوں کا استقبال کیا۔

محترم امیر صاحب نے مسجد فضل کی تاریخ بتاتے ہوئے کہا کہ سو سال پہلے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحبؓ نے دورۂ انگلستان کے دوران 19/اکتوبر کو اس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا جس کی خوشی میں ہم آج یہ تقریب منعقد کر رہے ہیں۔ آپؓ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت اور اسلام احمدیت کا تعارف پیش کیا نیز جماعت کی تاریخ بیان کرتے ہوئے ابتدائی مبلغین سلسلہ کو خراج تحسین پیش کیا۔

آپ نے مسجد فضل میں آنے والی عالمی شہرت کی حامل شخصیات کا بھی تذکرہ کیا جن میں سب سے اہم جماعت احمدیہ کے چار خلفاء ہیں جنہوں نے یہاں تشریف لاکر اسلام اور احمدیت کا پیغام دنیا کو پہنچایا۔ ہمارے چوتھے خلیفہ نے اس مسجد کو خلافت کا مرکز بنایا تھا لیکن بعدازاں یہ جگہ چھوٹی ہونے کی وجہ سے ہمارے موجودہ خلیفہ اسلام آباد ٹلفورڈ منتقل ہوگئے جسے 1984ء میں خریدا گیا تھا۔ اس مسجد میں ہمارے پانچویں خلیفہ کا تاریخی انتخاب بھی ہوا تھا۔ یہاں سے ہی ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا آغاز ہوا۔ آخر میں آپ نے جملہ مہمانوں کا اس تقریب میں تشریف لانے پر دلی طور پر شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد سٹیج پر تشریف فرما مہمانوں کو باری باری اس تقریب سے مخاطب ہونے کی دعوت دی گئی، سب سے پہلے جناب کرس کاٹن صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مسجد فضل کے ساتھ اپنی پرانی وابستگی کا ذکر کیا، اس کی اہمیت اور معاشرہ میں مثبت کردار کی تفصیل بیان کی۔ آپ نے جلسہ سالانہ کا بھی ذکر کیا اور حاضرین سے کہا کہ اگر کسی نے اس میں شرکت نہیں کی تو اسے کہوں گا کہ وہ ضرور وہاں جائے۔ آپ نے بتایا کہ مسجد کا نقشہ ایک عیسائی آرکیٹیکٹ (Thomas Mawson) نے تیار کیا تھا، جو ایک نیک انسان تھے۔ انہوں نے ہی 1908ء میں دی ہیگ (The Hague) میں پیس پیلس گارڈنز (Peace Palace Gardens) کا ڈیزائن بنایا تھا اور یہی امن مسجد کی اس عمارت کی تخلیق سے وابستہ ایک اہم تصوّر ہے۔

یہ عمارت برطانوی اسلامی طرزِ تعمیر کی ایک اہم مثال ہے، جس میں جدید فنِ تعمیر کے رجحانات کا اثر دکھائی دیتا ہے۔ یہ ایک اہم عمارت ہے جسے قومی ورثہ قرار دیا جاچکا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ آنے والے سالوں میں بھی یہ اسی طرح اہمیت کی حامل رہے گی۔ آپ نے اپنی تقریر کے آخر پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی اس تحریر کا ایک حصہ پڑھا جو سنگِ بنیاد کے لئے حضورؓ نے سپرد قلم فرمایا تھا اور اس میں کی گئی دعا کے بارہ میں کہا کہ مجھے یقین ہے کہ یہ دعا قبول ہوئی ہے اور آج احمدیہ جماعت برطانیہ میں ترقی کر رہی ہے۔

بعدازاں جناب Revd Jonathan Sedgwick نے اپنی تقریر میں اس تاریخی تقریب پر مبارکباد دی اور اس تقریب میں شمولیت پر فخر کا اظہار کیا۔ میں مسجد فضل پہلی مرتبہ آیا ہوں تاہم میں جانتا ہوں کہ اس مسجد نے معاشرہ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ آپ نے اس ملک میں مذہبی نظریات کے متعلق جو کام کیے ہیں میں ان سب کو بھی جانتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر دنیا نے ترقی کرنی ہے تو مختلف مسائل کو رواداری کے ساتھ حل کرنا ہوگا اور بھائی چارے اور محبّت کا یہ شاندار نظارہ آپ کے ہاں دیکھنے میں آتا ہے۔

تیسری تقریر ایک مقامی رکن پارلیمنٹ Fleur Anderson[2] نے کی جو پارلیمنٹ میں پٹنی، روہیمپٹن اور ساؤتھ فیلڈز کے علاقوں کی نمائندگی کرتی ہیں، مسجد فضل بھی اسی حلقہ میں ہے۔ محترمہ نے کہا کہ یہ بہت بڑا اِعزاز ہے کہ مَیں یہاں آپ سب کے سامنے موجود ہوں۔ ہمیں فخر ہے کہ لنڈن کی پہلی مسجد ہماری ساؤتھ فیلڈز کمیونٹی میں ہے اور مَیں آپ کو اس خوبصورت عمارت کے یہاں سَو سال مکمل ہونے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آج کی شام مجھے سَو سال قبل یعنی 1924ء میں رونما ہونے والے واقعات کی یاد دلاتی ہے، ہم نے جماعت احمدیہ اور ساؤتھ فیلڈز کی دیگر کمیونٹیز کے ساتھ مل کر گذشتہ صدی میں بہت کچھ حاصل کیا اور مَیں واقعی اس بات کی تعریف کرتی ہوں کہ کمیونٹی اپنے اسلامی تشخص کو برقرار رکھتے ہوئے دوسروں کے ساتھ مل جل کر کام کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہے۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی امن کے لئے فکرمندی اور کاوشوں کو بھی سراہا اور آپ کو آج کے ہنگامہ خیز دَور میں امید کا ایک روشن مینار قرار دیا۔

اس تقریب کی آخری تقریر لبرل ڈیموکریٹس کے سربراہ Sir Ed Davy MP نے کی۔ انہوں نے کہا کہ احمدی ہمارے پرانے دوست ہیں۔ آپ نے مسجد فضل کی سَوسالہ تقریب پر مبارکباد پیش کرنے کے بعد کہا کہ مجھے آپ کی جماعت کی کئی تقریبات اور جلسہ سالانہ میں شرکت کا موقع ملا ہے اور آپ کی مہمان نوازی سے مستفید ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ میں جب بھی کسی پروگرام میں آیا ہوں وہاں ہمیشہ دنیا میں قیام امن کی باتیں ہی کی گئی ہیں۔ یہ ہمارے لیے بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ آپ کی جماعت یہاں یوکے میں قائم ہوئی کیونکہ آپ کی جماعت مقامی کمیونٹی اور انسانیت کی خدمت کر رہی ہے۔ میں آپ کی تمام تر خدمات پر آپ کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں۔

اس کے بعد ایم ٹی اے سٹوڈیو اسلام آباد سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انگریزی میں خطاب فرمایا

2- موصوفہ اس وقت وفاقی وزیر برائے آفس آف ناردن آئرلینڈ کے طور پر خدمات انجام دے رہی ہیں، اس سے پہلے آل پارٹی پارلیمانی گروپ برائے احمدیہ مسلم کمیونٹی کی وائس چیئر پرسن بھی رہ چکی ہیں۔

سیّدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن کے احاطہ میں ہونے والی تقریب سے اسلام آباد یوکے سے مخاطب ہیں

جسے نہ صرف حاضرین نے دیکھا اور سنا بلکہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔

حضور انور نے تشہد و تعوّذ کے بعد السلام علیکم کا تحفہ عطا فرماتے ہوئے فرمایا کہ آج اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ مسجد فضل کے سنگِ بنیاد کی سَو سالہ تقریب منا رہے ہیں۔ ہماری یہ تقریب دنیا کی تقریبات سے مختلف ہے کیونکہ یہ سراسر ایک روحانی تقریب ہے۔ حضور انور نے مادیت کے دور میں جبکہ خدا سے دوری بہت بڑھ گئی ہے مسجد کی اہمیت واضح فرمائی اور اسلام میں عبادت کا تصور بتایا اور خدمتِ خلق کو اپنا مقصد قرار دیا کیونکہ خدا اور مخلوق کے حقوق ادا کر کے ہی دین مکمل ہوتا ہے۔ حضور انور نے دنیا کی 210 اقوام میں احمدیت کے نفوذ اور خدمات کا مختصر ذکر فرمایا۔ یوکے اور یورپ میں جماعت کے قیام کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خواب بھی بیان فرمایا جو بڑی شان کے ساتھ پورا ہوا۔ حضور نے لنڈن میں جماعت کے قیام اور پھر مسجد کی تعمیر کی تاریخ بھی بیان فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دورہ یورپ 1924ء کا بھی احوال بیان فرمایا جس کے دورانِ مسجد کی تعمیر کا آغاز ہوا تھا اور حضورؓ نے ویمبلے کانفرنس میں بھی شرکت فرمائی تھی۔ حضور انور نے اپنے خطاب کے آخر پر پیغام دیا کہ باہمی اختلافات سے بالاتر ہو کر بغیر رنگ و نسل کے فرق کے ایک خدا کی عبادت کرنا مسجد کی تعمیر کا بنیادی مقصد ہے۔

حضور انور کا یہ خطاب دعائیہ کلمات اور اظہارِ تشکر کے ساتھ 19:50 پر اختتام پذیر ہوا جس کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی۔

اس کے بعد سب مہمانوں کی خدمت میں گرم اور لذیذ کھانا پیش کیا گیا۔ اس دوران مہمان اپنے میزبانوں کے ساتھ محوِ گفتگو رہے جس کا سلسلہ رات نَو بجے تک جاری رہا۔ اس موقع پر خاکسار کو لنڈن جماعت کے دو قدیمی ممبران سے ملنے کا موقع ملا جن کی مسجد فضل سے وابستگی کا عرصہ گزشتہ چھ دہائیوں پر پھیلا ہوا ہے۔ ان میں سے ایک مکرم سیّد ولی احمد شاہ صاحب سابق امیر جماعت برطانیہ ہیں اور دوسرے مکرم ڈاکٹر مجیب الحق صاحب ہیں۔ ان دونوں بزرگان کے گھر مسجد سے پیدل فاصلے پر ہیں اور مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ اس مسجد میں سب سے زیادہ نمازیں ادا کرنے والے احباب جماعت میں سے ہیں جنہیں اس تقریب میں شرکت کا موقع بھی ملا، الحمدللہ۔ علاوہ ازیں اس تقریب میں اس مسجد کے افتتاح کی سعادت حاصل کرنے والے معروف سکالر جناب سر عبدالقادر صاحب کے پوتے مکرم شاہد قادر صاحب بھی شامل ہوئے۔

مسجد فضل کی تقریب میں شامل ہونے والے مکرم شاہد قادر صاحب (بائیں) امام مسجد لنڈن مکرم عطاء المجیب صاحب کے ساتھ عین اُس جگہ کھڑے ہیں جہاں ان کے دادا سر عبدالقادر نے دروازہ کھول کر مسجد کا افتتاح کیا تھا

ملکی و عالمی خبریں

منور علی شاہد

امریکہ تارکین جرمنی کی پہلی ترجیح نہیں رہا

دنیا بھر سے جہاں تارکین وطن جرمنی پہنچتے ہیں تو وہیں جرمن تارکین وطن امریکہ منتقل ہوتے ہیں تاہم اب ایک وفاقی ادارہ کی طرف سے جاری کردہ اعداد و شمار سے انکشاف ہوا ہے کہ امریکہ جانے والے تارکین جرمنی کی تعداد اب نچلی سطح پر پہنچ گئی ہے۔ جرمن وفاقی ادارہ شماریات کے مطابق 2023ء میں امریکہ جانے والے جرمن باشندوں کی تعداد 9200 تھی اور یہ تعداد کورونا وبا کے برسوں کو چھوڑ کر گزشتہ 20 سال میں امریکہ پہنچنے والے جرمن شہریوں کی کم ترین تعداد رہی ہے۔ رپورٹ کے مطابق 2003ء میں 12300 جرمن شہری امریکہ منتقل ہوئے تھے اور یہ تعداد 2023ء کی نسبت ایک چوتھائی زیادہ تھی۔ امریکی ادارہ مردم شماری کے مطابق 2023ء میں امریکہ میں جرمن شہریوں کی تعداد 5,20,400 ہے۔ 2023ء میں 21000 جرمن شہریوں نے سوئٹزرلینڈ اور 12500 نے آسٹریا میں رہائش اختیار کی۔

جرمنی میں بھارتی ہنرمند افراد کے لئے سہولیات

جرمنی کی وفاقی کابینہ نے ایسے 30 نکات کی منظوری دی ہے جن کا فائدہ فی الفور بھارتی ہنرمند افراد کو پہنچے گا۔ وفاقی وزیر برائے محنت جرمنی نے کہا ہے کہ اس کا بنیادی مقصد جرمن معیشت اور اقتصادیات کو مستحکم کرنے کے لیے جرمن اداروں میں ہنرمند افراد کی قلت کو دور کرنا ہے۔ جرمن کابینہ نے ان فیصلوں کی منظوری جرمن چانسلر کے دَورہ بھارت سے چند دن قبل دی ہے۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق رواں سال ماہ فروری میں ایک لاکھ سینتیس ہزار بھارتی ہنرمند افراد کو جرمنی کے مختلف اداروں میں ملازمت دی گئی اور رواں سال کے اختتام تک بھارتی ہنرمند افراد کے لئے آن لائن ویزہ کی سہولت بھی فراہم کر دی جائے گی۔

غزہ میں اب جنگ بندی کا وقت آ گیا ہے

امریکی وزیر خارجہ Antony Blinken نے کہا ہے کہ اب وہ وقت آ گیا ہے کہ غزہ میں جاری جنگ بند ہو جانی چاہیئے۔ انہوں نے یہ بات اسرائیل کے وزیراعظم بینجمن نیتن یاہو سے ملاقات کے دوران کہی اور زور دیا کہ وہ ایران کے ساتھ بڑھتی کشیدگی کو بھی ختم کرے۔ سات اکتوبر 2023ء کے بعد سے مشرق وسطیٰ کے اپنے 11ویں دَورے کے دوران امریکی وزیرِخارجہ نے اسرائیلی وزیراعظم کے علاوہ دیگر اعلیٰ حکام سے بھی ملاقاتیں کی۔

غزہ کا بحران، نسلوں کے لئے سنگین خطرہ

اقوام متحدہ کے ادارہ UNEP کی رپورٹ میں غزہ کی موجودہ صورتِ حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس جنگ نے خطے میں سات دہائیوں تک انسانی ترقی کے سلسلے کو روک دیا ہے۔ مصائب اور انسانی جانوں کے ہولناک نقصان کے درمیان میں فلسطینیوں میں آئندہ نسلوں کے لئے وسیع خطرات منڈلا رہے ہیں۔ 21 اکتوبر کو اقوامِ متحدہ کے اقتصادی اور سماجی کمیشن برائے مغربی ایشیا کے تعاون سے تیار کردہ رپورٹ میں مزید بتایا گیا ہے کہ اگر آئندہ ہر سال بھی انسانی امداد فراہم کی جاتی رہے تو تب بھی ایک دہائی یا اس سے زائد عرصے تک خطے کی معیشت دوبارہ پہلا مقام حاصل نہیں کرسکتی۔ غزہ کی پٹی اور اسرائیل کے زیرِقبضہ مغربی کنارے میں غربت 2023ء کے آخر میں 38 اعشاریہ 8 فیصد تھی وہ 2024ء میں بڑھ کر 74 اعشاریہ 3 فیصد ہو جائے گی اس میں 2 اعشاریہ 61 ملین وہ لوگ بھی شامل ہیں جو جنگ کے باعث غریب ہوئے ہیں۔

جرمن کاسمیٹکس انڈسٹری کے منافع میں اضافہ

رواں سال کے پہلے چھ ماہ میں جرمن صارفین کی طرف سے کاسمیٹکس انڈسٹری کو بھاری منافع پہنچایا گیا ہے۔ فرانکفرٹ کے تجارتی مرکز کے مطابق ماہ جنوری تا جون 2024ء کے دوران اس صنعت کا منافع دو فیصد اضافہ کے ساتھ 12.3 بلین یورو ہے۔ کاسمیٹکس کی فروخت کردہ اشیاء میں صرف میک اپ ہی کہ نہیں بلکہ حفظانِ صحت اور جسمانی دیکھ بھال سے منسلک مصنوعات بھی شامل ہے

فلپائن میں عسکریت پسندوں کو قید کی سزائیں

فلپائن کی ایک عدالت میں 17 عسکریت پسندوں کو عمر قید کی سزائیں سنائی ہیں جن کا تعلق ابوسیاف گروپ سے بتایا جاتا ہے۔ وائس آف امریکہ اردو سروس کے مطابق ملزمان کو اپریل 2000ء میں جنوبی فلپائن کے صوبے سولو میں 21 افراد کے اغواء اور ان کو یرغمال بنانے کا مجرم قرار دیا ہے۔ مغویوں میں جرمنی، فرانس، فن لینڈ، جنوبی افریقہ اور ملائشیا کے شہری شامل تھے جو ایک جزیرہ پر تفریح کر رہے تھے۔ بعدازاں ان کے خاندانوں اور فلپائن کی حکومت سے تاوان وصول کیا تھا۔

خدمت انسانیت کا سب سے مشہور اعزاز

نوبل انعام

مکرم ڈاکٹر شکیل احمد شاہد صاحب۔ پی ایچ ڈی

سویڈن کے ایک موجد، انجینئر اور صنعتکار الفریڈ نوبل نے ایک اخبار کی طرف سے موت کا تاجر قرار دیئے جانے پر اپنی جائیداد اور کاروباری منافع کو خدمت انسانیت کے لیے غیرمعمولی سائنسی کارنامے سرانجام دینے والوں کے لیے وقف کر کے سالانہ بنیادوں پر پانچ نوبل انعامات کا اجراء کیا۔

قارئین اس بات سے بخوبی واقف ہوں گے کہ برصغیر پاک وہند اور باقی دنیا میں بھی بڑے بڑے حکما اپنی زندگی بھر کا نچوڑ، نسخہ جات اپنے مرنے کے بعد اپنی قبر میں لے جاتے ہیں۔ بہت کم ہیں جنہوں نے ان بیش بہا نسخوں کو رفاہِ عامہ کی خاطر شائع کیا۔ وگرنہ تو باپ اپنے سگے بیٹے کو بھی یہ نسخے نہ دیتے کہ مبادہ کسی اَور کو پتہ چلے اور ان کے کاروبار میں کمی ہو جائے۔ نوبل کا یہ بڑا کارنامہ ہے جس نے سائنسدانوں کو نہ صرف تحقیق بلکہ اس تحقیق کو عام عوام کے لئے شائع کرنے پر مجبور کر رکھا ہے۔ 2024ء میں نوبل انعام حاصل کرنے والوں کی خدمات پیشِ خدمت ہیں۔

اَمن کا نوبل انعام

جنگ عظیم کا اختتام ہیروشیما اور ناگاساکی پر ایٹمی حملوں سے ہوا تھا۔ اس ہولناک ایٹمی تباہی سے بچ جانے والے کچھ جاپانی شہریوں نے Nihon Hidankyo نامی تحریک کا آغاز کیا۔ اس تحریک کے روحِ رواں وہ شہری تھے جو خود ان حملوں میں زخمی ہوئے تھے۔ ایسے لوگوں کو جو ایٹمی حملوں سے متاثر ہوئے ہوں Hibakusha کہا جاتا ہے۔ یہ فیڈریشن 10 اگست 1956ء کو قائم ہوئی اور اس کا ہیڈ کوارٹر جاپان کے شہر ٹوکیو میں ہے۔ اس تحریک کا مقصد دنیا کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک کرنا تھا۔ ان چشم دید گواہوں اور ان کی 'ہڈ بیتی' پر مبنی اس تحریک نے عزم کیا کہ جو کچھ ان کے ساتھ ہوا ہے آئندہ کسی کے ساتھ نہ ہو۔ ایٹمی ہتھیاروں کی تباہ کاریوں پر انسانوں میں ایسی آگہی اور شعور پیدا کیا جائے کہ ایٹمی ہتھیاروں کا استعمال تو دَرکنار، آئندہ ان کا تذکرہ بھی نہ ہو۔ تقریباً اڑسٹھ سال قبل قائم ہونے والے اس ادارے

Nihon Hidankyo کو دنیا میں امن قائم کرنے اور اسے ایٹمی تباہ کاریوں سے بچانے کی کوششوں پر سال 2024ء کا امن کا نوبل انعام دیا گیا[1]۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ دنیا کو دوبارہ یہ دن نہ دیکھنے پڑیں۔ کیونکہ جو ایٹمی ہتھیار 1945ء میں استعمال ہوئے تھے وہ آج کے ہتھیاروں کے عشرعشیر بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کی بڑی طاقتوں کو جنہیں ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واضح طور پر متنبہ کر چکے ہیں کہ جن کی حماقتوں کے باعث دنیا تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے، عقل عطا کرے اور دنیا اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو مان کر آغوشِ امن وسلامتی میں آجائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقی امن کے لئے فرمایا ؎

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خُدائے ذوالعجائب سے پیار
صدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف مَیں عافیت کا ہوں حصار

کیمسٹری کا نوبل انعام

زمین پر زندگی کا آغاز تقریباً ساڑھے تین ارب سال پہلے Primordial Soup سے ہوا۔ یہ اصطلاح تب زمین پر موجود سمندروں اور پانیوں کے لئے بولی جاتی تھی جو نامیاتی مرکبات سے مالامال تھے۔ انہی پانیوں میں موجود چھوٹے مالیکیولز سے اللہ تعالیٰ نے Amino Acids بنائے اور ان میں سے بیس کا انتخاب کر کے اور انہیں مختلف ترتیب میں جوڑ کر چھوٹی بڑی کروڑہا قسم کی پروٹینز بنائیں۔ یہ پروٹینز علاوہ دیگر مالیکولز کے زندگی کی بنیاد بنیں۔ جانداروں میں موجود ہر خلیہ کے اندر ہونے والے عوامل کے پیچھے یہی پروٹینز کارفرما ہیں۔ جسم کی حرکت، اس کا دفاعی نظام، ساخت، جسم میں ہونے والی کیمیائی تبدیلیاں، نظام انہضام، الغرض ہر کام کے لئے مختلف پروٹینز مختص ہیں جو اپنے اپنے کام کر رہی ہیں۔ انسانی جسم کے خلیہ کو اگر شہر سمجھا جائے تو اس شہر کا نظام چلانے کے لئے جتنے محکمہ جات درکار ہیں، وہ یہی پروٹینز ہیں۔ کبھی تو خلیوں میں توڑ پھوڑ

1-www.nobelprize.org

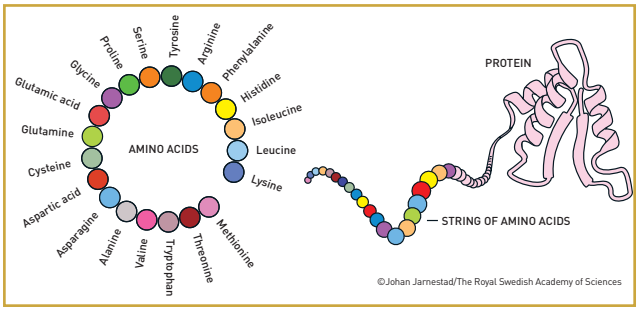

کو درست کرنے کے لئے مستریوں کے طور پر، کبھی بیرونی حملہ آوروں سے نبرد آزما ہونے کے لئے فوجیوں کے طور پر، شہر کے داخلی اور خارجی دروازوں پر بیٹھے پہرے داروں کے طور پر، سامان ضرورت کی مطلوبہ جگہ پہنچانے کے لئے مال برداری کے طور پر، ریلوے ٹریک کے طور پر، ضرورت کی نئی اشیاء بنانے کے لئے فیکٹریوں کے طور پر، بیرونی حملوں کی مخبری کے لئے پولیس کے طور پر، درد کا احساس دماغ تک پہنچانے کے لیے ڈاکیہ کے طور پر، الغرض ہر کام میں یہ ہزارہا قسم کی چھوٹی بڑی، مختلف اشکال کی پروٹینز اس نظام زندگی کو سنبھالے ہوئے ہے۔ یہ پروٹینز جس طرح تہ fold ہوئی ہیں اس میں ذرا سا بھی بگاڑ آ جائے تو مختلف بیماریوں کا باعث بن جاتی ہیں مثلاً Alzheimer Disease ایسی ہی پروٹین کی Misfolding کا نتیجہ ہے۔

ان پروٹینز کے کردار کو سمجھنے کے لئے ان کا سٹرکچر معلوم کرنا ضروری ہے۔ مائیکروسکوپس کی مدد سے ان کی تصویر لینا آسان نہیں۔ یہ اتنا ہی بڑا چیلنج ہے جیسے چاند پر کھڑے ہو کر عام کیمرے سے زمین پر بھاگتی کار کی تصویر اتارنی ہو، یہ معلوم کرنے کے لئے کہ یہ کار کیسے کام کرتی ہے۔ جدید سائنسی آلات بشمول X-Rays، الیکٹران مائیکروسکوپ، NMR وغیرہ کے ذریعہ آج کے سائنسدانوں کو پروٹینز کا اسٹرکچر معلوم کرنے میں کسی حد تک کامیابی تو ملی ہے، مگر ابھی بھی ایک پروٹین کا اسٹرکچر معلوم کرنے کے لئے بعض اوقات سال ہا سال کی انتھک محنت درکار ہوتی ہے۔ ضمناً یہ بتا دوں کہ راقم الحروف کو اپنے ڈاکٹریٹ کے لئے ایک چھوٹی سی پروٹین کا سٹرکچر معلوم کرنے میں ڈھائی سال کا عرصہ لگا۔ یہ اس وقت سال 2012ء میں بہت بڑی کامیابی تھی۔

کمپیوٹرز کے آنے کے ساتھ جہاں بہت سی مختلف تحقیقات شروع ہوئیں وہاں پروٹینز کے اسٹرکچر کے بارے میں بھی کام شروع ہوا کہ کسی طریقہ سے پروٹین جن Amino Acid سے مل کر بنی ہے اور وہ جس ترتیب سے باہم ملے ہوئے ہیں اور جن پروٹینز کی شکل معلوم ہو چکی ہے اس علم کو استعمال کرتے ہوئے کمپیوٹر کے ذریعہ پروٹینز کی شکل کو Predict کیا جا سکے۔ آج کل کے طاقتور کمپیوٹر اور پھر مصنوعی ذہانت نے سائنسدانوں کے اس خواب کو بہت حد تک پورا کیا ہے۔ سال 2024ء کا کیمیا کا نوبل انعام تین سائنسدانوں کو ان کی اسی ریسرچ کی عوض دیا گیا۔ ان میں سے برطانیہ کے دو سائنسدانوں نے Artificial Intelligence کا استعمال کرتے ہوئے ایسے ماڈلز تیار کیے ہیں جو پروٹین کا سٹرکچر بہت ٹھیک ٹھیک Predict کر سکتے ہیں۔ جبکہ امریکہ کے ایک سائنسدان نے Computation کی مدد سے پروٹینز کے نئے ماڈل تیار کئے۔ ان کی اس ریسرچ سے صحت اور ادویات کے میدان میں بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچے گا۔

مصنوعی ذہانت اور فزکس کا نوبل انعام

اس سال فزکس کا نوبل انعام بھی مصنوعی ذہانت پر کام کرنے والے امریکہ اور کینیڈا کی یونیورسٹیز کے دو سائنسدانوں کے حصہ میں آیا۔ دونوں سائنسدانوں کی ریسرچ نے مصنوعی ذہانت اور Machine Learnig کی بنیادیں کھڑی کیں۔

یہ مصنوعی ذہانت حیرت انگیز ہے، مثال کے طور پر ChatGPT سے تو سبھی واقف ہیں۔ آپ اس سے بات کر سکتے ہیں، اس سے سوال پوچھ سکتے ہیں، اس سے علمی کام کروا سکتے ہیں۔ مثلاً اس کو بتا دیں کہ مَیں نے فلاں شخص کو فلاں موضوع پر ای میل لکھنی ہے، وہ آپ کو ایسی ای میل لکھ کر دے دے گا کہ آپ دَنگ رہ جائیں گے۔ مضمون نگاری کے علاوہ آپ اس سے کسی بھی موضوع پر نہ صرف شعر و شاعری کروا سکتے ہیں بلکہ اسے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مجھے فلاں شاعر کے انداز میں لکھ کر دو۔ یہ آپ کو لکھ دے گی۔ یہ آپ کی اوپر لکھی گئی گفتگو کو یاد رکھتے ہوئے بالکل جیسے آپ ایک انسان سے گفتگو کر رہے ہوں، جواب دیتی رہے گی۔ مثلاً لکھ دیں کہ مجھے گلاب کے پھول پر خواجہ میر دردؔ کے انداز میں نظم لکھ دو۔ اگر پسند نہ آئے تو کہہ دیں کہ غالب کے انداز میں لکھ دو۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں چیٹ جی پی ٹی سے میری گفتگو پیش ہے۔

راقم۔ مجھے مرزا غالب کے انداز میں گلاب کے پھول پر دو شعر لکھ دیں۔

چیٹ جی پی ٹی۔ یہ لیجئے، مرزا غالب کے انداز میں گلاب کے پھول پر دو شعر۔

گلاب میں پوشیدہ ہے رنگ و بو کا راز
جو دل کا حال کہہ دے وہ خاموشی کا ساز
ہر اک پتی میں ہے جلوہ حسن یار کا
یہی تو آئینہ ہے دلِ بے قرار کا

راقم۔ خواجہ میر دردؔ کے انداز میں لکھ دیں۔

چیٹ جی پی ٹی۔ یہ لیجئے، خواجہ میر دردؔ کے انداز میں گلاب کے پھول پر دو اشعار۔

گلاب کھلتا ہے خاموشی میں رازِ جہاں لئے
حسنِ فطرت کا ہر اک منظر بیاں لئے
ہر پھول کی خوشبو میں ہے درد کا پیام
دل کی زمین پر اترتا ہے اک نیا کلام

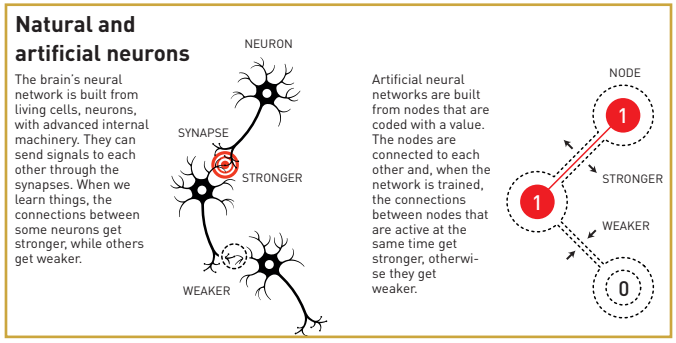

اخبار احمدیہ کے معزز قارئین! اگر آپ نے مصنوعی ذہانت سے بنی اس حیرت انگیز ایجاد کا ابھی تک استعمال نہیں کیا، تو درج ذیل لنک استعمال کرتے ہوئے ضرور کوشش کریں۔ یہ بالکل مفت ہے۔

www.chatgpt.com

طِبّ کا نوبل انعام

فزیالوجی یا میڈیسن کا نوبل انعام جن دو خوش قسمت سائنسدانوں نے حاصل کیا ان کی ریسرچ مائیکرو RNA کی دریافت اور Gene Regulation میں ان کا کردار واضح کرنے سے متعلق ہے۔ انسانی جینوم میں تقریباً بیس ہزار جینز ہیں۔ ہر جین ایک

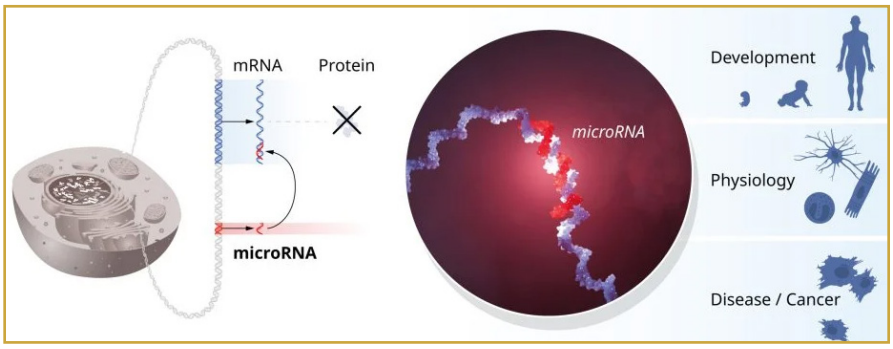

Instruction Manual ہے جس میں ہدایات موجود ہیں کہ کونسی پروٹین تیار کرنی ہے۔ یہ جینز DNA کے اندر ہیں۔ یوں سمجھئے کہ ڈی این اے ایک لائبریری ہے جس میں بیس ہزار کتب موجود ہیں۔ ان بیس ہزار کتب میں سے صحیح وقت پر صحیح جگہ پر کونسی کتاب کھول کر اس میں موجود ہدایات کے تحت پروٹینز تیار کرنی ہیں، اسے Gene Regulation کہتے ہیں۔ مائیکرو RNA کی نگرانی میں یہ مراحل طے ہوتے ہیں اور اگر کسی وجہ سے کہیں تھوڑی سی بھی غلطی رہ جوئے تو پروٹینز میں بگاڑ پیدا ہوسکتا ہے اور کینسر اور دیگر امراض کا باعث ہوسکتا ہے۔ یاد رہے کہ دونوں سائنسدانوں نے اپنی ریسرچ 1993ء میں شائع کی۔

ادب کا نوبل انعام

ادب کا نوبل انعام جنوبی کوریا کی خاتون مصنف Han Kang کے حصہ میں آیا جن کی تحریریں جو اپنے اندر شاعری کا عنصر رکھتی ہیں، انسانی زندگی کے بے بقا ہونے سے متعلق ہیں۔ ان کی تحریریں تاریخ کے سینے میں چھپے ظلم وستم کی عکاس ہیں۔ انسانی زندگی کے بے بقا ہونے پر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے درج ذیل اشعار برمحل ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں ؎

دنیا بھی اک سرا ہے بچھڑے گا جو ملا ہے
گر سَو برس رہا ہے آخر کو پھر جدا ہے
شکوہ کی کچھ نہیں جا یہ گھر ہی بے بقا ہے
یہ روز کر مبارک سُبحانَ مَنْ یَّرانی

معاشیات کا انعام

اس سال تین احباب کو معاشیات کا انعام ملا۔ ان کی تحقیق بڑے سادہ سوال پر تھی۔ اقوام عالم میں کیوں

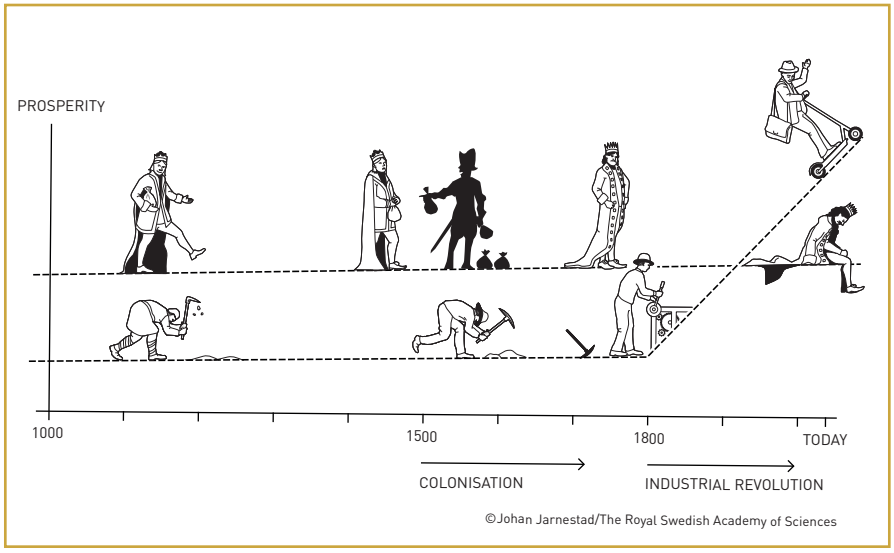

کچھ قومیں بہت امیر اور بعض دوسری بہت غریب ہیں۔ ان کی تحقیق کے مطابق امیری اور غریبی کے اس فرق کے پیچھے ان ممالک کے سیاسی، سماجی نظام اور ملکی اداروں کا عمل دخل ہے۔ تینوں محققین نے یورپی نو آبادیات میں یورپین اقوام کے متعارف کروائے ہوئے سیاسی و معاشی نظام کا جائزہ لیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ خوشحالی اور اداروں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اختتامیہ

معزز قارئین! اسلام نے جس قدر جستجو برائے حصولِ علم، تحقیق اور کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھانے کی تعلیم دی ہے، دنیا کے کسی اور مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے زیادہ علم میں اضافے کی دعا کا وِرد کرتے۔ رَبِّ زِدْنِی عِلْمًا۔ رَبِّ اَرِنِی حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ۔ رسول اللہ ﷺ جو مجسم علم ہونے کے باوجود مزید علم کے لیے سرچشمہ علوم ربّ علیم وحکیم سے دعا کرتے تھے تو ہمیں کس قدر فکر کے ساتھ حصول علم کے لئے عملی کوششوں کے ساتھ دعاؤں میں لگا رہنا چاہئے۔ کہ علم وہ سمندر ہے جس کا کنارہ ہی نہیں۔ ارسطو نے کیا خوب کہا کہ مَیں تو صرف یہ جانتا ہوں، کہ مَیں کچھ نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ احمدی والدین اپنے بچوں کی تعلیم پر دعاؤں کے ساتھ بھرپور توجہ دیں تا کہ احمدی طالبعلم سائنس اور خدمت انسانیت کے میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کرکے ڈاکٹر عبدالسلام کی طرح نوبل انعام حاصل کریں، آمین یا رب العالمین۔

ہم احمدی انصار ہیں

کارگزاری ماہ جولائی 2024ء

رپورٹ: مکرم میاں عمر عزیز صاحب، ایڈیشنل قائد عمومی مجلس انصاراللہ جرمنی

چیریٹی واک

مجلس انصاراللہ جرمنی کے زیر اہتمام 6 جولائی کو مجلس نیورنبرگ میں چیریٹی واک منعقد ہوئی جس میں شہر کے لارڈمیئر Marcus König اور مقامی سیاسی پارٹی کے نمائندگان جناب Thomas Estrada اور جناب Christian Lauer نے اپنی تقریر میں اس کاوش کو سراہا۔ اس موقع پر محترم شیراز احمد صاحب مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف کروایا۔ اندازاً 40 افراد اس واک میں شریک ہوئے۔ اسی طرح مجلس Stockstadt میں 20 جولائی کو چیریٹی واک منعقد ہوئی جس میں محترم بشیر احمد ریحان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی بھی شامل ہوئے۔ شہر کے لارڈمیئر کی نمائندگی Mr. Schmidt Müller نے کی۔ محترم سعود احمد صاحب مربی سلسلہ نے جماعت کا تعارف کروایا۔ 60 سے زائد افراد اس میں شامل ہوئے جبکہ زعیم صاحب مجلس کے ساتھ 15 انصار نے خدمت کی توفیق پائی۔ ان چیریٹی واکس کے اختتام پر جمع ہونے والی رقوم کے امدادی چیکس مقامی سماجی تنظیموں میں تقسیم کئے گئے۔ مقامی اخبارات اور میڈیا میں بھی ان چیریٹی واکس کی تشہیر سے کثیر افراد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

احمدیہ لنگر

دورانِ ماہ احمدیہ لنگر کا ٹرک سالانہ اجتماع کے موقع پر نمائش کے لیے رکھا گیا اور انصار کو معلومات فراہم کی گئیں۔ مورخہ 4 جولائی اور 18 جولائی کو مجلس Wiesbaden West نے احمدیہ لنگر کے تحت بے گھر افراد کو کھانا مہیا کرنے کے دو پروگرام کئے جس کے نتیجہ میں 200 افراد کو کھانا مہیا کیا گیا۔ اس پروگرام کی تیاری میں زعیم صاحب مجلس کے ساتھ 6 انصار نے خدمت کی توفیق پائی۔ مورخہ 21 جولائی کو مجلس München نے ایک مقامی ادارے Münchner Freiheit کے ساتھ مل کر احمدیہ لنگر کا بندوبست کیا۔ جس میں زعیم صاحب مجلس کے ساتھ 10 انصار نے خدمت کی توفیق پائی اور 300 سے زائد بے گھر افراد کو کھانا مہیا کیا۔

مربیانِ کرام کے ساتھ تعارفی پروگرام

مورخہ 30 جولائی کو بیت السبوح فرانکفرٹ میں امسال جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے مربیانِ کرام کے ساتھ ایک تعارفی پروگرام رکھا گیا جس میں 8 نئے مربیانِ کرام شامل ہوئے۔ اس پروگرام میں مربیانِ کرام کو مجلس انصاراللہ جرمنی کے دورانِ سال منعقد ہونے والے پروگراموں اور مجلس کے تنظیمی ڈھانچہ کے متعلق معلومات دی گئیں۔ پروگرام کے آخر میں مربیانِ کرام کو تحائف بھی دیئے گئے۔

تبلیغی سٹال

مورخہ 20 جولائی کو مجلس Freiburg اور مجلس München کے انصار کو تبلیغی سٹال لگانے کی توفیق ملی۔ ان سٹالز پر بڑے پوسٹرز جن پر امن کے متعلق اسلامی تعلیمات اور غزہ میں فوری جنگ بندی سے متعلق تحریرات درج تھیں لگائے گئے۔ لوگ ان پوسٹرز کو دیکھ کر متوجہ ہوئے اور ان تعلیمات کے بارہ میں سوالات کرتے رہے۔ ان سٹالز پر زعماء مجالس کے ساتھ 15 انصار نے خدمت کی توفیق پائی۔

منور علی شاہد۔ منتظم رپورٹنگ

مجلس انصاراللہ جرمنی کے زیرِ اہتمام

تیسرا تبلیغ سیمینار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام تبلیغ کی اہمیت کے بارہ میں فرماتے ہیں: ''ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خداتعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے، لوگوں کو بچا لیں۔ اگر خداتعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دَورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں اپنی زندگی ختم کر دیں خواہ مارے ہی جائیں[1]''۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی روشنی میں مجلس انصاراللہ جرمنی نے 2022ء میں پہلی بار نیشنل سطح پر تبلیغ سیمینار منعقد کیا تھا۔ اسی تسلسل میں امسال 2024ء میں قیادت تبلیغ کے زیرِاہتمام تیسرا نیشنل تبلیغ سیمینار مؤرخہ 26 تا 27 اکتوبر 2024ء بروز ہفتہ، اتوار مسجد بیت الواحد Hanau میں منعقد کرانے کی توفیق ملی، الحمدللہ ذالک۔ اس سیمینار میں بالمشافہ پہلے دن کی حاضری 350 اور دوسرے دن 310 انصار رہی۔ دونوں دن لائیو سٹریم پر اندازاً 2100 انصار شامل ہوئے۔ پہلے دن تین نشستیں اور دوسرے دن 2 نشستیں ہوئیں۔ انصار کی آمد پر رجسٹریشن کے ساتھ ساتھ ناشتہ کا بھی اہتمام تھا۔ دور دراز کی مجالس سے آنے والے انصار کے لئے رہائش کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

سیمینار کی تیاری کی غرض سے ایک 30 رُکنی کمیٹی زیرِ نگرانی مکرم بشیر احمد ریحان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی تشکیل دی گئی جس کے منتظم اعلیٰ مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نائب صدر اوّل تھے۔ ایک معاون خصوصی کے علاوہ دیگر 5 نائب منتظمین اعلیٰ اور ان کے مختلف شعبوں کے 23 منتظمین بھی کمیٹی میں شامل تھے۔ سیمینار سے قبل تبلیغ کمیٹی کے ساتھ بالمشافہ میٹنگز کے علاوہ مؤرخہ 6 اکتوبر کو آن لائن اجلاس زیرِصدارت صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی منعقد ہوا۔ داعیان الی اللہ اور انصار کی حاضری کو کامیاب بھرپور بنانے کی غرض سے انصار کو سوشل میڈیا، داعیان اللہ اور زعماء مجالس عاملہ اراکین کے ذریعہ قبل ازوقت رجسٹریشن کی یاددہانی کرائی گئی۔

افتتاحی تقریب

افتتاحی تقریب کا آغاز 26 اکتوبر بروز ہفتہ صبح 11 بجے زیرِصدارت مکرم بشیر احمد ریحان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی ہوا۔ آپ کے ساتھ مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور مکرم ظفر احمد ناگی صاحب منتظم اعلیٰ بھی سٹیج پر موجود تھے۔ حسبِ روایت تقریب کا آغاز تلاوت قرآن پاک کے بعد اردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے اردو و جرمن زبان میں عہد دُہرانے کے بعد اپنے افتتاحی کلمات میں سیمینار کے انعقاد کا مقصد بیان کرتے ہوئے انصار و داعیان اللہ کو تبلیغ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعدازاں صدر صاحب مجلس نے سیمینار کے پہلے لیکچر کے لئے مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب مربی سلسلہ و استاد

1- ملفوظات جلد 3 صفحہ 90 ایڈیشن 2022ء

جامعہ احمدیہ جرمنی کو دعوت دی۔ آپ نے ایمان افروز واقعات کی روشنی میں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تبلیغ کا شوق وجذبہ کے موضوع پر تقریر کی۔ اس لیکچر کے بعد ایم ٹی اے کے مقبول ومعروف پروگرام This week with Hazoor مؤرخہ 25.10.2024 سے مجلس خدام الاحمدیہ بیلجیئم کے ایک وفد کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی ویڈیو دکھائی گئی۔ سیمینار کا دوسرا لیکچر مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی کا تھا۔ آپ نے ''تبلیغ کے متعلق آنحضرت ﷺ کے عملی نمونے'' کے عنوان پر سیر حاصل تقریر کی۔ اس کے بعد سوال وجواب کی نشست منعقد ہوئی جس میں مربیانِ سلسلہ عالیہ نے سوالات کے جوابات دیئے۔

نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے بعد دوسری نشست کا آغاز زیرِ صدارت مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نائب صدر اوّل مجلس انصاراللہ جرمنی دعا سے ہوا۔ گروپ ورک کے عنوان سے ایک پروگرام زیرِ نگرانی مکرم حبیب الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ منعقد ہوا۔ جس میں علاقہ جات سے انصار ٹیموں نے شرکت کی۔ خلافت، اَمنِ عالم کا ضامن، موضوع ناظمین اعلیٰ علاقہ کو پہلے سے بھجوایا گیا تھا۔ 18 میں سے 10 علاقہ جات کی ٹیموں نے شرکت کی۔ اس کے بعد مکرم ڈاکٹر طیّب شہزاد صاحب قائد تبلیغ نے اپنے نائبین کے ساتھ ایک پریزنٹیشن میں قیادت تبلیغ کے لائحہ عمل اور سال 2024ء کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا جس میں فلائر کی تقسیم، تبلیغی میٹنگز کا احوال، پوسٹر اور داعیان الی اللہ کے بارہ معلومات شامل تھیں۔

پہلے دن کی تیسری اور آخری نشست کا آغاز شام پونے پانچ بجے زیرِ صدارت مکرم بشیر احمد ریحان صاحب صدر مجلس انصاراللہ جرمنی ہوا۔ آپ کے ساتھ مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی اور مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نائب صدر اوّل مجلس انصاراللہ جرمنی بھی موجود تھے۔ تلاوت قرآنِ پاک اور اس کے اردو وجرمن ترجمہ کے بعد مکرم حبیب الرحمٰن صاحب مربی سلسلہ نے ان جماعتی کتب کا مختصر تعارف کروایا جن کا جرمن ترجمہ ہو چکا ہے اور حاضرین کو بتایا کہ یہ کتب تبلیغ کے میدان میں کیسے مفید ہو سکتی ہیں۔ بعدازاں مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی نے اپنی تقریر میں آنحضور ﷺ کی سیرت طیّبہ سے تبلیغ کے واقعات بیان کئے۔ اختتامی دعا کے بعد پہلے دن کی کارروائی ختم ہوئی۔

دوسرا دن 27 اکتوبر بروز اتوار

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجّد و فجر کی ادائیگی سے ہوا جس میں دیگر شہروں سے آئے ہوئے انصار اور مقامی احباب نے شرکت کی۔ سیمینار کا آغاز صبح دس بجے زیرِ صدارت مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نائب صدر اوّل مجلس انصاراللہ جرمنی ہوا۔ تلاوت قرآنِ پاک کے بعد نشست ''گروپ ورک'' منعقد ہوئی جو ساڑھے گیارہ بجے تک جاری رہی۔ اس پروگرام میں مجلس Nidda نے اپنی مثالی تبلیغ کاوشوں سے شرکاء کو آگاہ کیا اسی طرح علاقہ فرانکفرٹ سٹی نے پوسٹر مہم Plakat Aktionen پر مبنی رپورٹ پیش کی اور اپنے طریق کار سے متعلق بھی آگاہ کیا۔ اس پروگرام میں ایک ترک احمدی بھائی نے قبولِ احمدیت کا ایمان افروز واقعہ سنایا جس کا رواں ترجمہ پیش کیا جاتا رہا۔ گروپ ورک کے اختتام پر مکرم ظفر احمد ناگی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ کی ضرورت و اہمیت کی طرف توجہ دلائی۔

اختتامی تقریب

اس کامیاب سیمینار کی اختتامی تقریب کا آغاز ساڑھے گیارہ بجے زیرِ صدارت مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی ہوا۔ تلاوت قرآنِ پاک اور اردو وجرمن ترجمہ کے بعد مکرم صدر صاحب نے انصاراللہ کا عہد اردو و جرمن زبان میں دُہرایا۔ بعدازاں مکرم جری اللہ صاحب مربی سلسلہ و جنرل سیکرٹری جرمنی نے ''دَورِ جدید میں اسلام پر حملے اور ان کے جوابات'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ دَورِ حاضر میں اسلام پر اور خصوصاً جرمنی میں اُٹھنے والے سوالات واعتراضات پر مدلل جوابات دیئے۔ سیمینار کی آخری تقریر بعنوان ''دَورِ حاضر اور جماعت احمدیہ جرمنی کی ترقیات اور وقت کی ضرورت'' مکرم فرید احمد خالد صاحب سیکرٹری تبلیغ جرمنی کی تھی۔ آپ نے تبلیغ کے میدان میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی اور ترقیات کے بارہ اعداد وشمار سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ سیمینار کے آخر میں ایک کوئز پروگرام رکھا گیا تھا جس میں دورانِ سیمینار کی جانے والی تقاریر سے منتخب شدہ سوالات کے جوابات ایک سافٹ ویئر کے توسط سے پوچھے گئے جس کے شاملین نے مقررہ وقت میں جوابات دیئے۔

اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی نے تمام شرکاء اور مقررین کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اختتامی دعا کرائی۔ سیمینار کی کارروائی کے اختتام کے بعد نیشنل تبلیغ کمیٹی اراکین کا صدر صاحب مجلس انصاراللہ جرمنی کے ساتھ گروپ فوٹو بنایا گیا، بعدازاں نمازوں کی ادائیگی اور کھانے کے بعد احباب گھروں کو روانہ ہو گئے۔

قسط پنجم

آدھی صدی کا سفر

مکرم عرفان احمد خان صاحب۔ جرمنی

جرمنی میں پہلی خدمت کی سعادت

شدید سرد موسم میں نئے ملک میں باہر جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ وقت گزارنے کے لیے مشنری انچارج صاحب سے درخواست کی کہ کوئی کام ہی بتا دیں۔ مکرم فضل الٰہی انوری صاحب نے فرمایا کہ مشن ہاؤس میں مرکز سے جتنے بھی اخبار رسائل آتے ہیں وہ دفاتر اور تہ خانہ میں بکھرے ہوئے ہیں ان کو جمع کر کے ہر سال کا بنڈل علیحدہ بناؤں۔ چنانچہ میں اس پہلی خدمت میں مصروف ہوگیا۔ ربوہ سے شائع ہونے والے تمام اخبارات و رسائل یہاں آتے تھے ان کو تلاش کر کے اکٹھا کرنے اور ہر پرچہ کا پورے سال کا بنڈل بنانے میں ایک ہفتہ سے زائد وقت صَرف ہوگیا۔ اس کام سے فارغ ہوا تو انوری صاحب نے پوچھا خط لکھ لیتے ہو۔ میرے ہاں کہنے پر انہوں نے مجھے اردو کے خطوط املاء کروانے شروع کئے۔ قارئین کے لئے یہ بات شاید دلچسپی کا باعث ہو کہ 1972ء میں یورپ میں فوٹو کاپی کا استعمال اتنا عام نہیں تھا۔ فرانکفرٹ کے وسط میں جو بڑا پوسٹ آفس تھا وہاں پبلک کے استعمال کے لئے فوٹو کاپی مشین موجود تھی اور ایک فوٹو کاپی ایک مارک کے عوض ہوتی تھی جبکہ اندرون ملک خط بھجوانے کی ڈاک ٹکٹ چالیس پینی اور پاکستان خط ایک مارک بیس پینی میں جاتا تھا۔ ایک مارک میں فوٹو کاپی کا فرانکفرٹ مشن متحمل نہیں تھا۔ اس لئے انوری صاحب کاربن پیپر استعمال کیا کرتے۔ یہی حال ہدایت اللہ ہیوبش صاحب کا تھا کہ ٹائپ کرتے وقت کاربن پیپر کا استعمال ضرور کرتے تھے۔ تین نوجوان جو مشن ہاؤس میں قیام پذیر تھے ان کو وعظ و نصیحت کے علاوہ مکرم انوری صاحب اس بات کی نگرانی بھی کرتے کہ پانی کا بے جا استعمال نہ ہو۔ مسجد میں ہیٹنگ صرف نمازوں کے اوقات میں چلائی جاتی۔ جمعہ کے روز نمازیوں میں عرب اور دوسری قومیتوں کے مہمان بھی شامل ہوتے اس لئے ہیٹنگ بروقت چلا دی جاتی تا سردی میں آنے والے مہمانوں کو شکایت نہ ہو۔ جب تک ہمارے مشن خود کفیل نہ ہوئے ہمارے مبلغین نے ان کڑے وقتوں میں اپنی زندگی بسر کی۔

پردیس میں پہلی آزمائش

سمبا اینڈ کمپنی میں چند روزہ ملازمت کے بعد مَیں واپس اپنی پرانی روٹین پر واپس آ گیا۔ مکرم انوری صاحب کا مددگار بن کر بہت کچھ سیکھنے کا موقع مل رہا تھا کہ درمیان میں ایک ناخوشگوار واقعہ پیش آ گیا۔ ہم تین ہم عمر نوجوان جو مشن ہاؤس میں مقیم تھے ان کی نگہداشت، اور روزمرہ کے معمولات پر انوری صاحب کی نگاہ ہوتی تھی۔ ساؤتھ ایشیاء کے جو چند سو نوجوان اس علاقے میں آباد تھے ان کی سوشل اور ثقافتی زندگی بہت محدود تھی۔ لوگ زیادہ تر کام کی تلاش میں رہتے جس کا جو دن روزگار میں گزر جاتا وہ پھولے نہ سماتا۔ سٹوڈنٹ ویزا پر مستقل روزگار کا کوئی امکان نہ تھا۔ اچانک یہ بات سننے میں آئی کہ اتوار کے روز انڈین فلم پاکیزہ کربل سینما میں لگے گی۔ جن حالات میں نوجوان یہاں رہتے تھے یہ ایک بڑی خبر تھی۔ اس کی گونج یقیناً انوری صاحب کے کانوں تک بھی پہنچی ہوگی۔ انہوں نے ہم تینوں کو بلا کر کہا کہ اتوار کے روز تم تینوں مشن ہاؤس میں موجود رہو گے۔ کوئی میری اجازت کے بغیر باہر نہیں جائے گا۔ اتوار آئی تو تینوں میں سے ایک دوست بغیر اجازت لئے باہر چلے گئے۔ دوپہر نمازوں پر انوری صاحب نے دیکھ تو لیا لیکن کہا کچھ نہیں۔ عشاء کے بعد ہم تینوں کو دفتر میں طلب کیا۔ ہم لوگ پیش ہو گئے۔ فرید عارف صاحب بہت رونقی، نڈر، حاضر جواب اور بچپن سے اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے والوں میں سے ہیں۔ وہ دوپہر کو نہیں تھے۔ انوری صاحب نے ان کو مخاطب کر کے پوچھا کہ اجازت لئے بغیر کہاں گئے تھے۔ انہوں نے بڑے اطمینان سے جواب دیا ''خالہ مینا کماری سے ملنے گیا تھا'' اس کے یہ کہنے کی دیر تھی کہ انوری صاحب کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ انہوں نے ہم تینوں کو مشن ہاؤس سے نکل جانے کا حکم جاری کر دیا۔ ہم دو جو اتوار کے روز مشن ہاؤس میں موجود رہے، نے بہت معافیاں مانگیں لیکن ہم اس لئے سزاوار ٹھہرے کہ فرید کے نکلتے ہی ہم نے رپورٹ کیوں نہ کی۔ جب کچھ پیش نہ گئی تو فروری کی سردی کی رات مشن ہاؤس سے باہر آ گئے۔ فرید عارف صاحب اپنے انڈین دوست پرکاش کی طرف چلے گئے۔ چودھری ظہیر صاحب اوفن باخ اپنے کسی جاننے والے کے ہاں چلے گئے۔ مَیں جس کو آئے ابھی دو ماہ نہیں گزرے تھے اور کسی تیسرے فرد کو جانتا نہ تھا سڑک پر آ گیا۔ مسجد کے قریب 36 نمبر بس کا آخری سٹاپ ہے جو برآمدہ نما چھتا ہوا ہے۔ اس کے بینچ پر آ کر بیٹھ گیا۔ سردی سے کپکپاتا دیکھ کر دو چار ڈرائیورز نے کچھ کہا تو زبان سے عدم

واقفیت کی بناء پر نہ کچھ سمجھ پایا نہ سمجھا پایا۔ رو رو کر خدا سے مدد کی التجائیں کی۔ آدھی رات کو خدا نے میری التجا قبول کی۔ جو آخری بس آئی اس سے ایک احمدی دوست عارف خان صاحب اُترے۔ وہ مجھے روتا اور سردی سے کپکپاتا دیکھ کر گھبرا گئے۔ اور پنجابی زبان میں ' کی ہوگیا؟ کی ہوگیا؟' کہتے ہوئے مجھ سے چمٹ گئے۔ مَیں نے پوری رام کہانی بیان کی۔ عارف صاحب کا تعلق لاہور سے تھا۔ انوری صاحب کے ہم عمر تھے۔ تین سو کلومیٹر دور Hannover شہر میں رہتے تھے۔ برٹش آرمی میں سویلین پوسٹ پر تھے۔ انوری صاحب کے پاس اکثر آتے رہتے تھے۔ زبان سے عدم واقفیت کی وجہ سے عارف صاحب بنک میں اکاؤنٹ نہیں کھولتے تھے۔ انوری صاحب کے پاس امانت رکھواتے تھے۔ جن دنوں یہاں آتے انوری صاحب کے کچن۔ دھلائی ستھرائی کے سب کام اپنے ذمہ لے لیتے۔ دونوں میں بے تکلفی تھی۔ عارف صاحب اس رات میرے لئے رحمت کا فرشتہ بن کر آئے۔ مجھے وہ اپنے ساتھ مسجد لے آئے اور دروازہ کھولتے ہی زور سے انوری صاحب سے پنجابی میں مخاطب ہوئے ''تُسی مُنڈا مار دین لگے سو'' اس کے بعد دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہوگی اس کا اندازہ آپ خود کر سکتے ہیں۔ عارف صاحب نے اس رات میری خوب خدمت کی۔ بیس سال قبل وہ کینیڈا چلے گئے اور وہاں ہی مدفون ہیں۔ اللہ ان کو کروٹ کروٹ جنّت نصیب کرے، آمین۔ وہ جب تک جرمنی میں رَہے ان کے ساتھ خاندانی تعلق رہا۔ انوری صاحب کا اپنا خیال تھا کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک مجھے ساتھ لے گیا ہوگا۔ وہ رات پردیس میں میری پہلی آزمائش تھی۔ لیکن اس آزمائش کے بعد انوری صاحب مرحوم سے محبّت واحترام کا ایسا لازوال رشتہ قائم ہوا کہ آج بھی ان کی یاد کو دل میں بسائے پھرتا ہوں۔

مکرم انوری صاحب کی طرف سے دی جانے والی سزا ربوہ کے اس ماحول کے مطابق تھی جس میں ہم نے آنکھ کھولی اور پروان چڑھے۔ 1966ء میں جب ہم اپنے مکان محلہ دارالرحمت غربی ربوہ میں منتقل ہوئے تو مسجد ناصر میں نمازوں کی ادائیگی شروع کی۔ ہم اب تک مسجد مبارک کے ماحول سے مانوس تھے۔ مسجد ناصر میں پہلی صبح فجر کے درس کے بعد ایک بزرگ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ دوست چند منٹ ابھی تشریف رکھیں۔ مَیں نے ضروری بات کرنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں مربی اطفال ہوں اور گزرنے والی رات میرا اپنا بیٹا چنیوٹ فلم دیکھ کر آیا ہے۔ مَیں احباب کے سامنے اپنے بیٹے کو سزا دے کر مثال قائم کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ بھری مسجد میں انہوں نے اپنے بیٹے کو اس کے ہاتھوں پر 6 بید مارے۔ بیٹے نے بھی اُف نہ کی۔ سزا قبول کی اور معافی مانگی۔ وہ بزرگ میر ریپیر شاپ کے نام سے ایک چھوٹی سی ورکشاپ چلاتے تھے۔ ایسے اعلیٰ کردار ربوہ کے ہر گلی محلہ میں بکثرت موجود تھے۔ ہمارے اپنے گھر کے ماحول کو میوزک، فلم سے کوئی سروکار نہ تھا۔ لیکن کبھی ریڈیو کی آواز ذرا اونچی ہوتی تو ہمارے ہمسائے میں رہائش رکھنے والے بزرگ سلسلہ پروفیسر بشارت الرحمان صاحب دروازے پر دستک دے کر توجہ دلا دیا کرتے۔ اس ماحول میں پرورش پانے والے نوجوانوں کی شناخت دوسروں سے یقیناً مختلف تھی۔ الیکٹرونکس نے جس تیزی سے ترقی کی ہے اس نے دنیا کا ماحول بدل کر رکھ دیا ہے۔ احمدی نوجوان کی ماضی کی پہچان کو برقرار رکھنے کے لئے نظام سلسلہ کبھی بھی غافل نہیں رہا۔ قادیان کے جلسہ سالانہ 2022ء پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ ہماری آنے والی نسلیں اس ماحول سے غفلت برتنے والی نہ ہوں جو ایک احمدی کی میراث اور پہچان چلا آ رہا ہے۔

مکرم فرید عارف صاحب اور مکرم چودھری ظہیر صاحب بھی ایک دو راتیں باہر گزار کر مشن ہاؤس لَوٹ آئے۔ مکرم انوری صاحب نے ہمارے کانوں سے یہ بات گزار دی کہ مشن ہاؤس میں تین ماہ سے زیادہ مہمان نوازی عملاً ممکن نہیں اور مہمان کو خود اس کا خیال ہونا چاہیے۔ میرے دونوں ساتھی یہ مدّت پوری کر چکے تھے اس لئے ایک ہفتہ کے اندر اندر نئی قیام گاہ میں منتقل ہو گئے۔ مَیں بھی تین ماہ پورے ہونے سے قبل یکم مارچ کو ملک مسیح الدین شاہد ابن مکرم ملک رفیق احمد صاحب مرحوم سابق افسر حفاظت خاص (جو زندگی کا بیشتر حصہ صدر محلہ دارالصدر حلقہ مسجد قمر رہے) والی بلڈنگ میں منتقل ہوگیا۔ لیکن بلاناغہ روزانہ مسجد جانے کی روایت برقرار رکھی۔ جس کا فائدہ یہ ہوا کہ مکرم انوری صاحب سے روابط وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے رہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا پہلا اجتماع

ابھی تک جرمنی میں صرف دو جماعتیں تھیں اس کی وجہ ہمبرگ اور فرانکفرٹ میں مساجد اور مشن ہاؤسز کی موجودگی تھی۔ اس کے علاوہ عارف خان صاحب ہنوور، سلیم صاحب بون کے قریب St.Augesstein اور خواجہ منیر احمد صاحب Würzburg میں رہائش رکھتے تھے۔ ہمبرگ میں پہلی بار 1961ء میں اور فرانکفرٹ میں 1962ء میں مجلس خدام الاحمدیہ کی ابتداء کی گئی تھی۔ چونکہ خدام کی تعداد بہت تھوڑی تھی اس لیے اس تنظیم کا موثر تشخص نہ تھا۔ تاہم 70ء کی دہائی کے آغاز میں ہمبرگ میں مجلس خدام الاحمدیہ متحرک ہو چکی تھی اور مکرم سردار لطیف احمد صاحب قائد مجلس تھے۔ لیکن وہ جلد امریکہ منتقل ہو گئے اور ان کے بعد ابھی تک نئے قائد کا انتخاب نہ ہوا تھا اور نہ ہی یہ علم تھا کہ جرمنی میں احمدیوں کی تعداد کیا ہے۔ چنانچہ 1972ء میں جب فرانکفرٹ میں خدام کی تعداد بڑھنے لگی تو اس تنظیم کا نئے سرے سے قیام ہوا۔ مبلغ انچارج جو بلحاظ عہدہ نائب صدر خدام الاحمدیہ بھی تھے، نے مکرم عبدالرؤف خان صاحب کو قائد مجلس اور خاکسار کو معتمد نامزد کیا۔ ماہ مارچ میں موسم کھلنے پر خدام کی میٹنگ بلائی گئی۔ یہ وہ وقت تھا جب ہر اتوار کو سب احمدیوں کا مشن ہاؤس میں جمع ہونا ایک معمول تھا۔ تعداد ہی کیا تھی۔ انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ اسی میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع شروع کیا جائے چنانچہ 9 تا 11 جون 1973ء کو پہلا اجتماع مسجد نور فرانکفرٹ میں منعقد ہوا۔

احمدیہ مساجد و نماز سنٹرز میں
مہمانوں کی آمد

مکرم صفوان احمد ملک صاحب، کارکن شعبہ تبلیغ جرمنی

3 اکتوبر جرمنی کے لئے بڑی خاص اہمیت کا حامل دن ہے، یہ دن دیوارِ برلن گرائے جانے اور مغربی و مشرقی جرمنی کے متحد ہو جانے کی یاد کے طور پر بڑی شان و شوکت سے منایا جاتا ہے۔ ہم احمدی بھی جذبہ حب الوطنی کے تحت اس دن اپنی مساجد میں مدعو کرتے اور اس کے لئے کثرت سے دعوت نامے تقسیم کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں ایک کثیر تعداد میں لوگ ہماری مساجد میں تشریف لاتے ہیں جنہیں اسلام احمدیت کا تعارف کرانے اور اسلام کا وہ روشن چہرہ دکھانے کا موقع ملتا ہے جسے قرآن اور اسوۂ رسول ﷺ پیش کرتا ہے۔

1997ء سے جماعت احمدیہ جرمنی 3 اکتوبر کو اپنی تمام مساجد میں Open Mosque Day منانے کی توفیق پا رہی ہے، الحمدللہ۔ امسال اس کے ڈیجیٹل دعوت نامے تیار کر کے شعبہ تبلیغ کی طرف سے ہدایات پر مشتمل ایک سرکلر کے ساتھ تمام مساجد اور نماز سنٹرز کو بھجوائے گئے۔ چنانچہ امسال جرمنی کی 56 مساجد اور 26 مراکز نماز میں یہ پروگرام کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئے۔ مساجد و مراکز نماز کی وقارِ عمل کے ذریعہ تزئین و آرائش کی گئی۔ مہمانوں کی دلچسپی کے لئے مختلف انتظامات کئے گئے۔ لجنہ اماء اللہ کی طرف سے بچیوں کے لئے کیلی گرافی اور ڈرائنگ کرنے کی چیزوں کا انتظام کیا گیا۔ بچوں کی کھیل کود کے لئے اہتمام کیا گیا اور بڑوں کے لئے جماعت احمدیہ کا تعارف کروانے کے لئے خوبصورت انداز میں اسلام نمائش اور بک سٹالز لگائے گئے جہاں ہمارے نوجوان مہمانوں کی رہنمائی کے لئے ہمہ وقت مستعد رہے۔ نیز مہمانوں کے لئے وقت کی مناسبت سے ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ صبح دس تا چھ بجے شام مہمانوں کی آمد و رَفت کا سلسلہ جاری رہا۔ امسال تقریباً چار ہزار مہمان اس موقع پر تشریف لائے۔

اس پروگرام کے انعقاد اور ہر خاص و عام کو اس کی دعوت دینے کے لئے جرمنی کے بعض ریڈیو اور ٹی وی چینلز نے بھی اس پروگرام کی تشہیر کی نیز اس پروگرام کے حوالے سے جرمنی بھر کی مختلف مقامی و قومی سطح کے 60 کے قریب پرنٹ و آن لائن اخبارات نے جماعت احمدیہ کی مساجد کے حوالے سے خبریں شائع کیں۔ نیز سوشل میڈیا کے ذریعہ بھی لاکھوں افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا چار مختلف ٹی وی چینلز نے 6 منٹ سے زیادہ کی خبریں نشر کیں۔ امسال سوشل میڈیا پر بھی خصوصی مہم چلائی گئی جس کے نتیجہ میں لاکھوں افراد تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔

اس موقع پر مکرم نیشنل امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی خدام الاحمدیہ کے ساتھ بین المساجد سائیکل سفر پر روانہ ہوئے، محترم مبلغ انچارج صاحب جرمنی نے بھی بعض مساجد کا دَورہ کیا۔ اسی طرح نیشنل سیکرٹری تبلیغ مکرم حافظ فرید احمد خالد صاحب بھی اپنی ٹیم کے ساتھ متعدد مساجد میں گئے اور اس پروگرام کے انتظامات کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ آنے والے معزز مہمانوں کے ساتھ وقت گزارا اور مقامی احباب جماعت کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ امسال بعض مساجد نے پینل ڈسکشن اور مختلف لیکچروں کا بھی اہتمام کیا ہوا تھا جو اللہ کے فضل سے کامیاب رہا میڈیا نے بھی اس موقع پر مثبت خبریں اور تجزیے پیش کئے۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کے اموال و نفوس میں برکت عطا فرمائے جنہوں نے اس پروگرام کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اپنا وقت دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں خلافتِ احمدیہ کا سلطانِ نصیر بنائے اور تبلیغ اسلام کی توفیق عطا فرماتا رہے، آمین۔

مسجد بیت الرشید Hamburg

مسجد مبارک Florstadt

مسجد نورالدین Darmstadt

مسجد بیت القدوس Bad Marienberg

محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

(مرتبہ: مکرم زاہد ندیم بھٹی صاحب۔ بائیوٹیکنالوجیسٹ)

ایک چارج میں 1200 کلومیٹر

Toyota کمپنی نے دعویٰ کیا تھا کہ وہ جلد ہی الیکٹرک کاروں کے لیے ایسی بیٹری بنانے کے قابل ہو جائے گی جس کی مدد سے ایک مرتبہ چارج سے 1200 کلومیٹر سے زائد کا فاصلہ طے کیا جاسکے گا۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ وہ جلد ہی لیتھیم آئن بیٹریوں کے بجائے سالڈ سٹیٹ بیٹریوں کا استعمال شروع کر کے اس مسئلہ کو حل کر لے گا۔ لیتھیم آئن بیٹریاں مائع الیکٹرولائٹ استعمال کرتی ہیں جبکہ سالڈ سٹیٹ بیٹریاں سالڈ الیکٹرولائٹ استعمال کرتی ہیں، اس لیے ان کی پیداوار پیچیدہ اور مہنگی ہوتی ہے۔ کئی سالوں سے ٹویوٹا، اس کے حریف BMW، Nissan اور Mercedes-Benz اس پر کام کر رہے ہیں[1]۔

سوئی کی نوک سے بھی چھوٹا مکھی کا دماغ

سائنسدانوں نے پہلی بار تحقیق کے دوران مکھی کے سوئی کی نوک سے بھی چھوٹے دماغ میں موجود ایک لاکھ 30 ہزار خلیوں کی شکل، مقام اور حتیٰ کہ مکھی کے دماغ میں موجود پانچ کروڑ سے زیادہ 'کنکشنز' یعنی رابطوں کی غیر معمولی نشان دہی کی ہے۔ یہ کسی بھی بالغ کیڑے (حشرات) کے دماغ کا کیا گیا اب تک کا سب سے تفصیلی سائنسی جائزہ ہے جسے ماہرین نے انسانی دماغ کو سمجھنے کے عمل میں ایک بڑی پیش رفت قرار دیا ہے۔ مکھی کے دماغ پر تحقیق کرنے والی ٹیم کے سربراہ کا دعویٰ ہے

کہ اس سائنسی جائزے سے 'سوچنے کے عمل سے متعلق مزید تفصیلات معلوم ہوں گی'۔ کیمبرج کی لیبارٹری آف مالیکیولر بائیولوجی کی میڈیکل ریسرچ کونسل سے منسلک ڈاکٹر گریگوری جفریز نے بی بی سی کو بتایا ہے کہ 'مکھی کے دماغ کا نقشہ حیران کن ہے جو دراصل انسانی دماغ کو بھی سمجھنے میں مدد فراہم کرے گا'[2]۔

شراب کی کم مقدار بھی مضر صحت

عالمی ادارہ صحت (WHO) کی ایک حالیہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ شراب کے استعمال سے ہر سال دنیا بھر میں 26 لاکھ اموات ہوتی ہیں۔ شراب نوشی کم از کم سات قسم کے کینسر کا باعث بنتی ہے جن میں آنتوں اور چھاتی کا کینسر بھی شامل ہے۔ اس ادارہ نے ایک تفصیلی مطالعے کے بعد کہا ہے کہ شراب کا کم مقدار میں استعمال بھی خطرناک ہے۔ کم مقدار سے مراد 1.5 لیٹر سے کم وائن، 3.5 لیٹر بیئر یا 450 ملی لیٹر سے کم سپرٹ ہے۔ ڈبلیو ایچ او کے مطابق شراب کی کوئی محفوظ مقدار نہیں ہے اور پینے والے کی صحت کو شراب کے پہلے گھونٹ سے ہی خطرے لاحق ہو جاتے ہیں[3]۔

ٹوائلٹ سیٹ سے زیادہ جراثیم بستر پر

بستر صرف انسان کی پسندیدہ جگہ نہیں بلکہ لاکھوں جراثیم، پھپھوندی کے ذرات، عام آنکھ سے نظر نہ آنے والے کیڑے اور وائرس بھی یہاں بستے ہیں اور بعض اوقات انہیں یہاں پنپنے کے لیے بہترین ماحول بھی میسر ہوتا ہے۔ بستر پر آپ کے جسم کی گرمائش، پسینہ، جلد کے مردہ خلیے اور کھانے کے چھوٹے ذرات سے ان جراثیم کو اپنی نسل بڑھانے کا موقع ملتا ہے۔ ڈسٹ مائیٹس (یعنی گھر میں موجود دھول مٹی میں پائے جانے والے کیڑے) کی مثال لے لیں۔ ہر روز ہماری جلد سے 50 کروڑ کے لگ بھگ جھڑنے والے مردہ خلیے اِن 'ڈسٹ مائیٹس' کے لیے خوراک کا ایک بڑا ذریعہ بنتے ہیں۔ بدقسمتی سے عام آنکھ سے نظر نہ آنے والے اِن کیڑوں اور اِن کے اجسام سے نکلنے والی رطوبتوں کی وجہ سے آپ کو الرجی ہوسکتی ہے، ایگزیما جیسی جلد کی بیماری اور دَمہ ہوسکتا ہے۔ ہمارے بستر پر موجود گدّے اور فوم کے ساتھ ساتھ بستر پر بچھی چادریں بھی جراثیم کی پسندیدہ پناہ گاہوں میں سے ایک ہوسکتی ہے۔

1-www.bbc.com/urdu/articles/c72yx2peewjo
2-www.bbc.com/urdu/articles/c77xd7re6yro
3-www.bbc.com/urdu/articles/ckgmzkx2mv1o
4-www.bbc.com/urdu/articles/cjd51z4002go

اُذکُروا مَوتاکُم بِالخَیر

محترم مرزا عبدالحق صاحب مرحوم

ممبر قضاء بورڈ، دارالقضاء جرمنی

خاکسار کے ابّا جان جماعت احمدیہ جرمنی کے دیرینہ خادم اور ایک قابل و مخلص کارکن محترم مرزا عبدالحق صاحب طویل علالت کے بعد 92 سال کی عمر میں مؤرخہ 6 اگست 2024ء کو جرمنی میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

محترم مرزا عبدالحق صاحب 1932ء میں فتح پور ضلع گجرات کے ایک پرانے احمدی مکرم مرزا عبداللہ صاحب (بعدہ درویش قادیان) کے ہاں پیدا ہوئے۔ بچپن سے ہی آپ کی تربیت دینی ماحول میں ہوئی، آپ کے والدین آپ کو قادیان لے جاتے رہے جہاں بزرگانِ سلسلہ سے ملاقات کا موقع ملتا رہا۔ عملی زندگی کا آغاز فوج سے ہوا لیکن بوجہ صحت اسے جاری نہ رکھ سکے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نوجوانوں کو فرقان فورس کے لئے بلایا تو آپ بھی حاضر ہوگئے اور سات ماہ تک خدمت کی توفیق پائی۔ پچاس کی دھائی میں کچھ عرصہ جامعہ احمدیہ ربوہ میں بھی زیرِتعلیم رہے تاہم بعد میں تدریس کے شعبہ سے منسلک ہوگئے اور گورنمنٹ ہائی راولپنڈی میں بطور استاد 19 سال تک تعمیر قوم میں مصروف رہے۔ اس دوران آپ کو قائد ضلع، صدر مجلس موصیاں اور جنرل سیکرٹری کی حیثیت سے خدمت کا بھی موقع ملا۔ 1976ء میں مجلس نصرت جہاں کے تحت وقف کرکے اپنی خدمات جماعت کو پیش کیں تو آپ کو دی گیمبیا بھجوایا گیا جہاں آپ کو قریباً 12 سال تک خدمت کی توفیق ملی۔ قیام گیمبیا کے دوران آپ کو مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھنے اور وسیع پیمانہ پر تبلیغ کرنے کی توفیق بھی ملی چنانچہ ایک ہی گاؤں میں آپ کو 200 سے زائد بیعتیں کرانے کی سعادت ملی۔ 1982ء میں مسجد بشارت سپین کی تقریب افتتاح میں مع اہل وعیال شامل ہوئے۔ 1988ء میں جرمنی چلے آئے تو لکسمبرگ کے قریبی علاقہ Prüm میں جماعت کا قیام عمل میں آیا اور آپ اس کے صدر جماعت مقرر ہوئے۔ یہاں آپ کو خدمتِ خلق کے میدان میں بہت وسیع خدمت کی توفیق ملی۔ علاقہ کے سرکاری اہلکاروں کو قرآن کریم کے تحائف دیئے، خیرسگالی کے اظہار کے طور پر پودے لگوائے جن کی خبریں مقامی اخبارات میں شائع ہوتی رہیں۔ افریقن ڈیسک کا قیام ہوا تو اس کے انچارج مقرر ہوئے، قضاء بورڈ بنا تو اس کے ممبر بنائے گئے، متعدد بار لمبے لمبے عرصے کے لئے وقف عارضی کرتے رہے۔ پرم کے بعد مائنز آئے تو یہاں وقفِ نو کلاسز کے ساتھ ساتھ ہفتہ وار قرآن کلاس بھی لیتے رہے۔ 2005ء میں شٹٹ گارٹ چلے گئے تو بھی جماعتی خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ تحریکِ جدید کے دفتر دوم کے مجاہد تھے۔ 2011ء میں عمرہ کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ 2014ء میں آپ نے آئندہ 20 سال کا چندہ تحریکِ جدید اور وقفِ جدید ادا کر دیا تھا۔ سو مساجد کے ساتھ ساتھ مختلف مساجد کے لئے بھی دل کھول کر چندہ ادا کرتے رہے۔ شعبہ تدریس سے منسلک ہونے کے ناطے آپ مختلف سطح پر ہونے والی نوجوانوں کی تربیتی کلاسز میں بہت اچھے طریق پر پڑھاتے۔ اس طرح سے جرمنی بھر میں آپ کے سینکڑوں شاگرد پھیلے ہوئے ہیں۔ (عطاء المنان حق، Stuttgart)

مرحوم دارالقضاء جرمنی کے ابتدائی اراکین میں سے تھے، چنانچہ دارالقضاء کے ایک خصوصی اجلاس میں مرحوم کے بارہ میں ایک قرارداد تعزیت منظور کی گئی۔ جس میں حاضر ممبران کے علاوہ جرمنی بھر سے قاضیانِ کرام نے آن لائن شرکت کی۔ اس موقع پر محترم مرزا عبدالحق صاحب کی وفاتِ حسرت آیات پر گہرے دکھ، رنج وغم اور دلی تعزیت کا اظہار کیا گیا اور بیان کیا گیا کہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی دوررَس نگاہ نے جماعت جرمنی میں دارالقضاء کا اجراء فرمایا، تو ابتدائی طور پر جن پانچ بزرگان سلسلہ کو دارالقضاء کی ذمہ داری سپرد کی گئی تھی۔ ان میں سے ایک مرحوم مرزا صاحب بھی تھے۔

(بحوالہ: سووینئر صدسالہ انٹرنیشنل ریفریشر کورس دارالقضاء 1919-2019ء صفحہ نمبر 146)

مرزا صاحب موصوف کو بطور قاضی اوّل آغازِ قیام دارالقضاء جرمنی سے لے کر 25-10-1994 تک خدمت کی توفیق ملی۔ بعدہٗ تادمِ وفات آپ کو بطور ممبر قضاء بورڈ خدمات کی توفیق ملی رہی۔ اگرچہ مرحوم وفات سے قبل کچھ عرصہ اپنی علالت کی وجہ سے زیادہ فعال نہ رہ سکے، تاہم متفرق قضائی اُمور میں مفید مشورے دیتے رہے۔ موصوف خلافتِ احمدیہ کے لیے غیرت رکھنے والے بہت مخلص اور نڈر احمدی تھے۔ ساری زندگی خلافت احمدیہ کے سلطانِ نصیر اور باوفا خادمِ سلسلہ کے طور پر گزاری۔

ممبران دارالقضاء جرمنی اپنے محترم قاضی صاحب کی رحلت پر سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور مرحوم کے جملہ پسماندگان سے دلی تعزیت اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے تہِ دل سے دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بہت بلند فرمائے، کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور اپنے پیاروں کے قدموں میں اعلیٰ علیّین میں جگہ دے نیز آپ کے اہلِ خانہ کا خود حافظ و ناصر ہو، ان کو صبر جمیل سے نوازے اور آپ کی خوبیوں اور نیکیوں کا وارث بنائے، آمین۔ (ممبران دارالقضاء بورڈ جرمنی)

سیّدہ ناصرہ بیگم صاحبہ

خاکسار کی والدہ محترمہ سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ضیاءالدین صاحب مؤرخہ 2 اگست 2024ء کو بعمر 85 سال وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ حضرت سیّد قاضی حبیب اللہ شاہ صاحبؓ کی بیٹی تھیں۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت ملنسار اور خلافت سے دلی لگاؤ رکھنے والی خاتون تھیں۔ مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔

آپ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ نے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم سیّد مبشر احمد ایاز صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ کی خالہ تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ 4 اگست کو بیت البصیر مہدی آباد میں مکرم مشہود احمد ظفر صاحب مربی سلسلہ نے پڑھائی۔ بعدازاں 6 اگست کو Friedrichsgabe Friedhof Norderstedt میں تدفین عمل میں آئی۔

(رضاءالدین احمد۔ Norderstedt)

محترمہ روبینہ خان صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ روبینہ خان صاحبہ مؤرخہ 20 اگست 2024ء کو بعمر 65 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ پیدائشی احمدی تھیں۔ آپ 1985ء میں جرمنی آئیں اور مختلف اوقات میں بطور سیکرٹری تربیت، سیکرٹری ناصرات اور سیکرٹری تبلیغ خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ آپ بہت ہمدرد اور پابند صوم صلوٰۃ اور موصیہ تھیں۔ مالی قربانیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ آپ نے پسماندگان میں خاکسار کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 26 اگست کو بیت الواحد ہاناؤ میں مکرم ارسلان احمد سندھو صاحب نے پڑھائی۔ اسی روز Hanau Hauptfriedhof میں تدفین عمل میں آئی۔ (عبدالمجید خان، Hanau)

بلانے والا ہے سب سے پیارا

اعلانات وفات و دعائے مغفرت

مکرم ملک مشتاق احمد صاحب

خاکسار کے ابّا جان محترم مشتاق ملک صاحب ابن محترم ملک محمد عظیم صاحب جلسہ سالانہ جرمنی کے پہلے روز مؤرخہ 23 اگست 2024ء کو جلسہ گاہ میں دل کا دَورہ پڑنے سے بعمر 77 سال وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم میاں حسن دین صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں ہی بوچھال کلاں ضلع چکوال سے بذریعہ خط بیعت کی۔ مرحوم 1988ء میں جرمنی آئے تو یہاں بھی مختلف خدمات کا موقع ملا۔ پہلے جماعت شلیسو گ میں قائد خدام، زعیم انصاراللہ اور پھر رائن ہائیم میں اور اس کے بعد ڈارمشٹڈ میں 25 سال سیکرٹری وصایا اور مال خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح نیشنل شعبہ وصایا میں بھی 2004ء سے 2021ء تک بطور اسسٹنٹ سیکرٹری وصایا خدمات بجالاتے رہے۔ نیز مسجد حمد وٹلش اور مسجد عزیز ریڈشٹڈ کی تعمیر کے دوران وقفِ عارضی کرنے کا موقع ملا۔ جماعتی خدمت کے لئے ہر وقت مستعد رہتے، جب بھی انہیں بلایا جاتا، بغیر کسی تاخیر کے فوراً حاضر ہوجاتے۔ آپ بہت ملنسار، نمازوں کے پابند اور خلافت کا احترام کرنے والے موصی تھے۔ عملی زندگی میں بے حد جفاکش ہونے کے ساتھ ساتھ درویش صفت انسان تھے۔ تربیتی امور پر کڑی نگرانی اور توجہ رکھنے والے تھے، معمولی سی بات بھی جسے خلاف تعلیم وروایات سمجھتے، اس کا سختی سے نوٹس لیتے۔ جلسہ سالانہ جرمنی اور دیگر جماعتی پروگراموں میں بڑی باقاعدگی اور اہتمام سے شامل ہوتے۔

پسماندگان میں آپ نے تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 24 اگست کو جلسہ گاہ Mendig میں نماز ظہر وعصر کے بعد مکرم امیر صاحب جرمنی نے پڑھائی۔ بعدازاں 27 اگست کو Waldfriedhof ڈارمشٹڈ میں تدفین عمل میں آئی۔ ہر دو مواقع پر بڑی کثرت سے احباب جماعت نے شرکت کی، فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ (اشتیاق احمد ملک۔ ڈارمشٹڈ)

رخسانہ نعیم صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ رخسانہ نعیم صاحبہ مؤرخہ 23 اگست 2024ء کو بعمر 58 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحومہ 1990ء میں جرمنی آئیں جہاں حلقہ Eidelstedt میں مختلف جماعتی خدمات کا موقع ملا۔ آپ بہت ہمدرد، ملنسار اور پابند صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں۔ آپ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں آپ نے دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی نماز جنازہ مؤرخہ 26 اگست کو مکرم شاہد محمود صاحب لوکل امیر ہمبرگ نے پڑھائی۔ بعدازاں 28 اگست کو قبرستان Billstedt Öjendorf میں تدفین عمل میں آئی۔

(نعیم احمد، ہمبرگ)

مکرم منصور احمد خان صاحب

خاکسار کے بیٹے مکرم منصور احمد خان صاحب 19 اگست 2024ء کو بعمر 61 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ نہایت شریف النفس، نمازوں کے پابند اور خلافت سے بے انتہا محبّت کرنے والے تھے۔ جرمنی میں مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ کچھ عرصہ ناصر باغ میں ہاؤس ماسٹر کے طور پر بھی خدمت کا موقع ملا۔ آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم فائز خان صاحب مربی سلسلہ سوئٹزرلینڈ کے سسر تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ کی نماز جنازہ 21 اگست کو مکرم مبارک احمد تنویر صاحب مربی سلسلہ نے ناصر باغ میں پڑھائی۔ بعدازاں تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا جہاں 23 اگست کو نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد بہشتی مقبرہ نصیر آباد میں تدفین ہوئی۔ (امانت خان۔ رُسلزہائم نارڈ)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کے ساتھ مغفرت کا سلوک کرتے ہوئے جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے، آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ مسجد فضل لنڈن کا سنگِ بنیاد رکھ رہے ہیں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مسجد فضل لنڈن کے سنگِ بنیاد کے موقع پر نماز پڑھا رہے ہیں

AHMADIYYA
ARC
ARCHIVE & RESEARCH CENTRE

جرمنی احمدیہ مساجد و نماز سینٹرز کے دروازے کھلے رکھنے کے دن مہمانوں کی آمد کے چند مناظر (03 اکتوبر 2024ء)

Bremerhaven

Hannover مسجد سمیع

Kassel مسجد محمود

Weingarten

Wiesbaden مسجد مبارک

Rödermark

Monthly Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 25 | ISSUE 11 | NOVEMBER 2024

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir

PUBLISHER: SHOBA ISHAAT JAMAAT AHMADIYYA GERMANY PRINTER: RANA PRINT, HERKULESSTRASSE 45 50823 KÖLN Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de